والدین کے لئے خصوصی ہدایات

بچوں کے لئے مسائل و احکام

مفتی ثناء اللہ محمود

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 021-2213768

بچوں کے لئے
مسائل و احکام

بچّوں کے لئے مسائل و احکام

والدین کے لئے خصوصی ہدایات

مؤلف
مفتی ثناء اللہ محمود
فاضل جامعہ دارالعلوم، کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

عرض مرتب

الحمد للّٰہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. وبعد

آج کل مختلف موضوعات پر نئی نئی کتب شائع ہو رہی ہیں اور بعض ناشرین اپنے مخصوص مسالک کی اشاعت و ترویج کے لئے انہیں بلا قیمت سستے داموں عوام تک پہنچا رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان موضوعات پر مسالک حقہ کی کتب بھی منظر عام پر آئیں اور خصوصاً مسالک فقہیہ میں پاک و ہند کے سواد اعظم مسلک حنفیہ کے مطابق کتب سامنے آئیں۔

برادر مکرم جناب خلیل اشرف صاحب نے مجھے عربی میں بچوں کے مسائل پر کچھ مواد فراہم کیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس میں جو مسائل ہیں انہیں فقہ حنفیہ کے مطابق ترتیب دیا جائے تو ایک خدمت ہوگی اور بچوں کے مسائل پر ایک کتاب بھی قارئین کے سامنے آ جائے۔ چنانچہ ان کے ارشاد کی تعمیل میں زیر نظر کتاب مرتب کی ہے۔ جہاں حوالوں کی ضرورت پڑی وہاں حوالے لکھ دیئے گئے ہیں اور عام مسائل کو بھی لکھ دیا گیا ہے۔

انشاء اللہ آئندہ اس موضوع پر مکمل اور مفصل کتاب بھی قارئین کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

آخر میں درخواست ہے کہ مرتب، ناشر اور ان کے والدین، اہل و عیال اور اعزہ و اساتذہ کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔

وما توفیقی الا باللہ

مفتی ثناء اللہ محمود۔ فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

۳ رجب ۱۴۳۱ھ

فہرست

بچوں کے لئے فتاویٰ واحکام

ایمان وعقائد کے مسائل

(۱) بچہ کو تعویذ پہنانا

(سوال) جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت بہت سے لوگ بچے کے گلے میں تعویذ لکھ کر لٹکا دیتے ہیں، یا قرآنی آیات کی تختی نما لوح اس کے گلے میں ڈال دیتے ہیں جس سے بچہ بظاہر اچھا اور تندرستی کی حالت میں رہتا ہے؟

(الجواب) جواب سے پہلے یہ اصول سمجھ لیجئے کہ تعویذ کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم تو وہ تعویذ ہیں جو قرآنی آیات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ تعویذ ہیں جو غیر معلوم المراد الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں اور تیسری قسم وہ تعویذ ہیں جو شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم کے تعویذ پہنانا جائز ہے کیونکہ بعض صحابہؓ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کو آیات لکھ کر گلے میں ڈلوا دیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے خود بخار، نظر، رقیہ نملہ کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ (دیکھئے مسلم شریف۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۸)

مشہور محدث وفقیہ علامہ تورپشتیؒ نے لکھا ہے نبی کریم ﷺ نے جس دم یا تعویذ کی ممانعت کی تھی اس سے مراد اہلیان شرک کے تعویذ تھے (وہاں مسلمان عورتیں بھی اہلیان شرک کے تعویذ لے آیا کرتی تھیں) تو مسلمان دم وغیرہ سے رک گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ان رقیات کی اجازت دے دی جو شرکیہ الفاظ سے خالی ہوں اور اس میں قرآنی آیات

وغیرہ طلب شفا کے لئے پڑھی جائیں۔ جیسا کہ بیماری میں ابو ہریرہؓ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں دم کردوں؟ (مرقات المفاتیح صفحہ ۳۲۸ ج ۸)

مشاہیر علماء وفقہاء اور محدثین سے اس کا انکار مروی نہیں ہے۔ اس لئے فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور اس میں یہ بات یاد رکھی جائے کہ تعویذ بذات خود موثر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا عقیدہ رکھنا جائز ہے۔ البتہ یہ دعا ہے اور دعا کی قبولیت پر ہی اس کا اثر ہوتا ہے۔ اگر کوئی تعویذ کو موثر بالذات سمجھے تو یہ شرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا حرام ہے۔

اور باقی دو قسم کے تعویذ پہننا جائز نہیں ہے۔ البتہ تعویذ پہنانے میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تعویذ موم جامہ کیا ہو یا پلاسٹک میں اچھی طرح بند ہو۔ اس طرح وہ بند ہو جائے گا اور پھر اسے بیت الخلاء میں لے جانے یا نہلانے میں بے ادبی کا اعتراض بھی باقی نہ رہے گا کیونکہ اگر قرآنی آیت جیب میں بند رکھی ہو، نظر نہ آتی ہو تو اسے رکھ کر بیت الخلاء میں جایا جا سکتا ہے اور اس سے جو بھی فائدہ محسوس ہو اسے من جانب اللہ سمجھا جائے۔ (ملخص کما فی الشامیہ وغیرھا من کتب الفقہ) واللہ اعلم۔

(۲) کیا بچہ اپنے والدین کی شفاعت کرے گا

(سوال) کیا معصوم بچے اگر وفات پا جائیں تو کیا وہ اپنے والدین اور اجداد کی شفاعت کریں گے؟

(الجواب) معصوم بچے اپنے والدین کی شفاعت کریں گے اور یہ مضمون کئی احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ ان کے دادا دادی کی شفاعت کے بارے میں کوئی روایت منقول نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۳) نظر بد کی حقیقت

(سوال) نظر کی حقیقت کیا ہے؟

(الجواب) عین یا نظر کا مطلب ہے کسی کو نظر سے تکلیف پہنچنا، اس کی اصل یہ ہے کہ دیکھنے والے کو کوئی چیز اچھی لگے پھر اس کے نفس خبیث کی کیفیت اس کے پیچھے لگ جاتی ہے اور اس نظر کے ذریعے اپنے زہر کو اس چیز میں واقع کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔ نظر لگانے والا ہر شخص حاسد ہوتا ہے مگر ہر حاسد کا نظر لگانے والا ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا جب حاسد، نظر والے سے عام ہوا تو اس سے پناہ مانگنا صاحب نظر سے بھی پناہ مانگنا اور تعوذ ہے۔

نظر ایک تیر ہے جو حاسد اور عائن کے نفس سے نکلتا ہے اور محسود کی طرف جاتا ہے جو کبھی نشانے پر لگتا ہے کبھی نہیں۔ ٹارگٹ اگر کھلا ہو اور کوئی حفاظتی رکاوٹ نہ ہو تو یہ اس پر اثر کرتا ہے اور اگر رکاوٹ ہو تو اثر نہیں کرتا اور کبھی کبھی پلٹ کر اسی حاسد پر آپڑتا ہے۔ (ملخص زاد المعاد)

نظر لگنے کے بارے میں کئی احادیث نبویہ وارد ہوئی ہیں، جن میں سے ایک حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے حکم فرماتے کہ میں نظر لگنے کا علاج (دم) کر دیا کروں۔ (متفق علیہ) ایک اور روایت میں ہے کہ نظر لگنا حق ہے۔ اگر تقدیر سے کوئی چیز آگے بڑھ سکتی تو نظر آگے بڑھ کر لگ جاتی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نظر لگانے والے کو غسل کرنے کا حکم فرماتے اور اس کے غسالے سے بیمار کو نہانے کا حکم فرماتے۔

ایک طویل حدیث میں جو مسند احمد، نسائی، موطا وغیرہ میں حضرت سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے ہی ایک شخص کو جسے نظر لگی تھی نظر لگانے والے کے غسالے سے نہانے کا حکم فرمایا تھا اور وہ بھلا چنگا ہو گیا تھا۔ ایک حدیث میں جو مسند بزار میں ہے فرمان نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم قضاء کے علاوہ میری امت کے اکثر لوگ اسی نظر سے مارے جائیں گے۔

بہر حال ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خود کو انسان نما اور جن شیاطین سے اپنی حفاظت کرے۔ اللہ پر ایمان، اس پر اعتماد و توکل اور اس کی بارگاہ میں لجاجت اور تفرع کی قوت سے مقابلہ کرے اور نبی کریم ﷺ سے جو دعائیں وغیرہ منقول ہیں انہیں معمولات میں

رکھے اور معوذتین، سورۂ اخلاص، آیت الکرسی اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی کثرت رکھے۔

اور نظر کی چند دعائیں یہ ہیں۔

(۱) اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ O

(۲) اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ O

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ O

(یہ خلاصہ ہے علامہ ابن القیم کے مضمون کا)

لہٰذا جب کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو کسی کی نظر لگی ہے تو اس کے غسل کے پانی سے نہا کر شفا پانے کے عمل کو اپنائے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ نظر لگانے والا ایک بڑے برتن میں پانی رکھے اور اپنے ہاتھ سے پانی لے کر کلی کرلے اور اسے اسی برتن میں ڈال دے۔ پھر اپنا چہرہ دھوئے۔ اس طرح کہ سارا پانی برتن میں گرے، پھر اپنا الٹا ہاتھ برتن میں ڈال کر اپنا دایاں گھٹنا دھوئے، پھر دائیں ہاتھ سے بایاں گھٹنا دھوئے۔ پھر اپنی شلوار کو اس برتن میں ڈال کر دھووے اور جسے نظر لگی ہو اس کی پیٹھ کی طرف سے یہ برتن اس پر انڈیل دے تو انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔

یا دوسری دعاؤں کے ذریعے اسے ختم کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ ہم سب کو نظر اور دوسرے شرور سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(۴) انبیاء کرام اور نابالغ بچوں سے قبر میں حساب کتاب نہیں ہوتا

(سوال) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کے چھوٹے بچوں سے قبر میں سوال وجواب ہوگا یا نہیں؟ اور کفار کے بچوں کے بارے میں بھی وضاحت فرمائیں؟

(الجواب) نابالغ مسلم بچوں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے قبر میں سوال، جواب نہیں ہوتا اور کفار کے بچوں کے بارے میں علماء کرام نے توقف کیا ہے۔ جیسے کہ شامی

میں اس بارے میں مرقوم ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور)

(۵) مؤمنوں اور کافروں کے معصوم بچوں کا اخروی حکم

(سوال) مؤمنوں اور کافروں کے معصوم بچے جو وفات پاجائیں ان کا آخرت میں کیا حکم ہوگا؟ وہ مومن ہوں گے یا......؟

(الجواب) مومنوں کے معصوم بچوں کے بارے میں تو اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اپنے والدین کے تابع ہیں۔ اس لئے انتقال کے بعد انہیں دفنایا جائے گا اور وہ جنت میں ہوں گے۔ جیسا کہ قرآنی ارشاد ہے کہ:

"اور ایمان والے اور ان کے پیچھے ایمان کے ساتھ آنے والی ان کی اولاد کو ہم ان کے ساتھ ملادیں گے۔" (سورۃ الطور)

یہ حکم اس کے لئے بھی ہے جس کے والدین میں سے کوئی ایک ہی مسلمان ہو اور کفار کے بچوں کا دنیاوی حکم تو یہ ہے کہ انتقال کے بعد انہیں ان کے ماں باپ کے مذہب کے اعتبار سے دفنایا جائے گا اور آخرت کے بارے میں مختلف روایات ہیں جن میں مشہور یہ ہے کہ اس بات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور حضرت عائشہؓ کی اس روایت کا منشاء بھی یہی ہے۔ جس میں انہوں نے ایک کافر کے بچے کی میت دیکھ کر اسے جنت کی چڑیا کہا تو آپ ﷺ نے انہیں ٹوکا اور فرمایا تمہیں کیا معلوم...... (الحدیث)

بہر حال وہ اگر زندہ رہتے تو وہ کیا کرتے اس بارے میں صرف اللہ ہی کو معلوم ہے اس لئے اسی اعتبار سے اس بارے میں فیصلہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

طہارت کے مسائل

(۶) بچے اور بچی کے پیشاب میں کوئی فرق نہیں

(سوال) کیا شیر خوار بچے یا بچی کا پیشاب ناپاک نہیں ہے؟ یا ان دونوں کے پیشاب ناپاک ہیں؟

(الجواب) نفس ناپاکی کے معاملے میں دونوں کے پیشاب کا ایک ہی جیسا حکم ہے کہ وہ نجس ہے۔ اس لئے جب تک اچھی طرح دھوکر پاک نہ کیا جائے گا تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا۔ البتہ دودھ چھوڑ چکنے والے اور دودھ پینے والے بچوں میں سے صرف دودھ پینے والے کا پیشاب نجاست میں خفیف ہے اور اس کے مقابلے میں اس کو غسل خفیف بھی کافی ہوتا ہے۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک محض چھینٹے مارنے یا ایک گلاس پانی ڈالنے سے وہ بستر یا کپڑا پاک نہ ہوگا کیونکہ بچے کے پیشاب کے دھونے کے بارے میں جن احادیث میں "رش" کے الفاظ ہیں ان کے دوسرے طرق اور دوسری بعض احادیث میں صاف صاف پانی بہانے کے الفاظ ہیں جو غسل یعنی اچھی طرح دھونے کا حکم بتاتے ہیں۔ ان تمام روایات اور طرق کو امام مسلم نے صحیح میں جمع فرمایا ہے۔ بلکہ اعلاء السنن کی ایک روایت میں جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے صراحتاً دھونے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ دیکھئے (ج ا صفحہ ۳۷۲)(آثار السنن جلد نمبر ا صفحہ ۱۷)

اور پھر نضح اور رش کے الفاظ جن سے چھینٹے مارنے کا معنی لیا جاتا ہے وہ دھونے کے معنی کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں۔

صحیح مسلم (صفحہ ۱۴۳ ج ا) پر حضرت علیؓ کی روایت میں ترمذی میں باب غسل دم الحیض من الثوب میں حضرت اسماء کی روایت۔ یہی روایت صحیح مسلم میں صفحہ ۱۴۰ پر بھی ہے۔ اس لئے شیر خوار بچے کے پیشاب کو دھونے کا حکم ہی راجح ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص درس ترمذی)

(۷) بچے کا مسجد میں پیشاب کر دینا

(سوال) مسجد الحرام مکہ میں، اور عام مساجد میں بھی بچے کبھی کبھار پیشاب کر دیتے ہیں اور مسجد حرام میں لوگ سو جاتے ہیں جن میں عورتیں بھی ہوتی ہیں اور ان کے بچے پیشاب کر جاتے ہیں، نظافت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسے معصوم بچے جو پیشاب کے بارے میں نہ بتا سکیں انہیں تو مسجد میں آنے نہیں دینا چاہیے اور نہ ہی لے جانا چاہیے لیکن اگر مجبوری میں لے جانا ہی ضروری ہو تو اسے اچھی طرح پیک کر کے لے جایا جائے۔ پھر بھی اگر کوئی بچہ پیشاب کر دے تو اس زمین، دری یا قالین وغیرہ کو اچھی طرح پاک کرنا ضروری ہے۔ جس کے طریقے مختلف کتب فقہ میں موجود ہیں، اس بارے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور خود سے ہو سکے تو خود دھو دیں ورنہ مسجد کے خادمین کو اطلاع ضرور دیں۔ اس کے بارے میں تساہل ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۸) بچے کو استنجاء کرانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(سوال) ہمارے ہاں ایک خاتون ہیں جن کا کہنا ہے کہ بچے کو استنجاء کرانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟

(الجواب) اصل میں یہ مسئلہ بہت زیادہ اختلافی رہا ہے۔ دونوں طرف سے احادیث موجود ہیں جو کہ سنداً قابل حجت ہیں اور ان پر اعتراضات اور جوابات بھی ہیں۔ جب ایسا سلسلہ ہو تو ایسے میں کسی مجتہد کا دامن تھامنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے حنفیہ کو اپنے امام کے مسلک پر ہی عمل کرنا ضروری ہے جو کہ کئی وجوہات کی بناء پر راجح ہے کہ وہ واضح ہے، دوسری روایات کا ترک لازم نہیں آتا، صحابہ کا عمل بھی حنفیہ کے قول کی دلیل ہے اور تعارض حدیث کے وقت قیاس پر عمل بھی ہو سکتا ہے جو کہ حنفیہ ہی کی تائید کرتا ہے۔ (تفصیل کے لئے درس ترمذی از مفتی محمد تقی عثمانی ج ۱ صفحہ ۳۰۹ ملاحظہ فرمائیں)

(۹) قالین یا بستر پر بچے کا پیشاب سوکھ جائے تو اس پر چلنے کا حکم

(سوال) میرا بچہ بستر پر اور کمرے میں بچھے قالین پر جگہ جگہ پیشاب کر دیتا ہے۔ مجھے کہیں تو گیلا پن محسوس ہو جاتا ہے مگر کہیں کہیں بالکل سوکھا ہوتا ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس لئے لگتا یہی ہے کہ یہ سارا قالین ناپاک ہو چکا تو کیا میں اس پر گیلے پاؤں سے چل سکتا ہوں؟ یا گیلے کپڑے لے کر بیٹھ سکتا ہوں، اس سے ناپاکی تو نہیں لگے گی؟

(الجواب) اگر وہ جگہ ایسی سوکھ گئی ہے کہ اب وہ نشان معلوم نہیں ہوتا تب سوکھے پیر لے کر چلنے سے ناپاکی نہیں لگے گی۔ لیکن اگر گیلے پیر لے کر چلے یا گیلے کپڑے ہوں اور ان کی وجہ سے قالین میں بھی تری آ جائے تو وہ ناپاک ہو جائیں گے اور بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گے۔ اس لئے جہاں جہاں معلوم ہو اسے دھو لیا جائے۔ لیکن اگر صحیح نہیں معلوم اور اندازہ ہے کہ بہت سی جگہیں پھر بھی رہ جائیں گی تو قالین اور بستر کو پاک کرنا ضروری ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھو کر اگر نچوڑنا ممکن ہو تو ہر بار نچوڑا جائے ورنہ ہر بار دھو کر لٹکا دیں کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں۔ پھر دوسری مرتبہ اور ایسے ہی تیسری مرتبہ دھو دیا جائے اور جب تک قالین اور بستر پاک نہ ہوں ان کو اس طرح استعمال کرنے سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰) بچوں کا بے وضو قرآن چھونا

(سوال) کیا بچے بے وضو قرآن کو چھو سکتے ہیں؟

(الجواب) پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کو باوضو چھونا ضروری ہے۔ عمرو بن حزم نے حدیث نقل کی ہے "قرآن کریم کو صرف پاک شخص چھوئے۔" (الحدیث) اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد صرف غسل کی طہارت نہیں ہے بلکہ طہارت معنوی اور حسی دونوں مراد ہیں۔ لیکن چونکہ بچے غیر مکلف ہیں اس لئے ان کو وضو کرانا ضروری نہیں ہے البتہ جب وہ سمجھدار ہو جائیں تو انہیں وضو کی عادت ڈالی جائے۔ بغیر وضو قرآن چھونے نہ دیا

جائے۔ یعنی عملاً ان کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔ لیکن اصل حکم کے اعتبار سے کہ وہ مکلف نہیں اس لئے یہ حکم شرعاً لازم نہیں۔ ہاں اگر وضو کرنا ہی نہ آتا ہو تو سکھانے کے ساتھ اس کا صرف منہ ہاتھ دھونا ہی کافی ہے۔ واللہ اعلم (کمافی الشامیہ ج ۱ صفحہ ۱۷۴)

ولادت اور اس کے متعلق مسائل

ختنہ کی شرعی حیثیت

(سوال) ختنہ کیا ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(الجواب) ختنہ سنت فطرت میں سے ایک ہے اور مسلمانوں کا شعار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فطرت پانچ ہیں۔ فرمایا کہ ایک ختنہ ہے۔ (بخاری) یعنی آپ ﷺ نے ختنہ کا ذکر پہلے فرمایا اور اس کو سنن فطرت میں سے قرار دیا۔ اسی طرح ایک حدیث میں اسے رسولوں کی سنت قرار دیا ہے۔

ختنہ دراصل آلہ تناسل کی ساتر کھال جو حشفہ کو چھپائے ہوتی ہے اس کو کاٹنے کا نام ہے، البتہ جہاں آلہ تناسل کی کھال کو جلانے اور ساری کھال کاٹنے کا رواج ہے وہ غلط ہے، کیونکہ سنت صرف اسی ساتر کھال کو کاٹنا ہے اور پھر جلانا تعذیب ہے کیونکہ جانور کے لئے بھی جلانا اور اس کے سینگ توڑنا وغیرہ پسند نہیں کیا گیا تو انسان کے بارے میں پسندیدہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اور پھر اس کی شدید تکلیف کے باعث مختون کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔

ختنہ کم از کم سات روز بعد کردینا چاہئے۔ بچے کی کمزوری یا بیماری کے باعث اسے مؤخر بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اتنا زیادہ مؤخر کردینا کہ وہ بالغ ہوجائے یا قریب البلوغ ہوجائے درست نہیں ہے۔ کیونکہ بالغ ہونے کے بعد اس کے ستر کو دیکھنا بلاضرورت جائز نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حسنؓ اور حسینؓ کا ختنہ ساتویں دن کردیا تھا۔ (بیہقی)

پھر ختنہ سنت سمجھ کر کردیا جائے، اس میں دعوت وغیرہ کرنا، مرد وعورت کا اختلاط اور سب کو اس کی ختنہ دکھانا خصوصاً قریب البلوغ سمجھدار بچے کی تو اور زیادہ معیوب بات ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص کو ایک ختنہ میں بلایا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ختنہ کی دعوتوں میں نہیں جاتے تھے۔ مراد یہ تھی کہ یہ رواج اس وقت نہ تھا اس لئے اس کو ترک کر دینا ضروری ہے اور پھر اگر دعوت کو سنت سمجھ کر کیا جائے تو بدعت کا گناہ الگ ہوگا اور شریعت مطہرہ میں شرک کے بعد بدعت زیادہ شنیع ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۲) مختون پیدا ہونا انبیاء کے ساتھ خاص نہیں

(سوال) ۱۴۰۵ھ میں مکہ میں زاھر ہسپتال میں ایک بچہ مختون پیدا ہوا۔ میرا تو خیال ہے کہ انبیاء کے سوا کوئی مختون پیدا نہیں ہوسکتا اور ہمارے نبی تو آخری نبی ہیں۔ پھر یہ سب کیا ہے؟

(الجواب) غیر انبیاء بھی مختون پیدا ہو سکتے ہیں کیونکہ مختون پیدا ہونا انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے نہیں ہے، کیونکہ اس خصوصیت کا ذکر کہیں بھی نہیں کہ یہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہو۔ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ)

(۱۳) بچہ کے مرنے کے بعد ختنہ کرنا

(سوال) ایک بچہ کا انتقال ہو گیا تو اس کے باپ نے اس خیال سے کہ کہیں اس کی ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے گناہ نہ ہو، اس مردہ بچے کی ختنہ کر دی۔ کیا اس شخص کے ذمہ کوئی کفارہ لازم ہے۔

(الجواب) ایسا کرنا بے علمی اور جہالت ہے۔ جو کچھ ہوا اس پر توبہ واستغفار کیا جائے۔ البتہ اس کے ذمے کوئی کفارہ نہیں ہے۔ مردہ بچے کی ختنہ نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔

(۱۴) کیا لیڈی ڈاکٹر ختنہ کر سکتی ہے:

(سوال) ہمارے ہاں بعض ہسپتالوں میں خواتین ڈاکٹر بچوں کا ختنہ کرتی ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(الجواب) اگر وہ صحیح طرح ختنہ کرنا جانتی ہو تو بظاہر کوئی حرج نہیں۔ لیکن کسی ماہر مرد جراح یا ڈاکٹر سے کرانا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

عقیقہ کے مسائل

(۱۵) مردہ پیدا ہونے والے بچے کا عقیقہ کرنا

(سوال) کیا مردہ پیدا ہونے والے بچہ کا عقیقہ کرنا ضروری ہے؟

(الجواب) مردہ پیدا ہونے والے بچے کا عقیقہ کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کا عمل سنت سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) جوان ہونے کے بعد یا خود اپنا عقیقہ کرنا

(سوال) اگر کسی کے والدین نے اس کا عقیقہ نہ کیا ہو تو کیا کوئی اپنا عقیقہ خود کر سکتا ہے؟ اگر کرے تو بال کاٹے یا نہیں؟ عورت کیا کرے؟

(الجواب) عقیقہ ساتویں دن کرنا سنت ہے۔ بعد میں اگر کرنا ہو تو ساتویں دن کی رعایت رکھنی مناسب ہے۔ مثلاً پیدائش جمعہ کے دن کی ہو تو عقیقہ جمعرات کو کیا جائے۔ بڑی عمر میں عقیقہ کیا جائے تو بال اتارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر والدین نے عقیقہ نہیں کیا ہو تو بعد میں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(البتہ ایک کچھ ضعف والی روایت میں ہے کہ آدمی جوان ہونے کے بعد اپنا عقیقہ

خود کر سکتا ہے۔)

(۱۷)عقیقہ کی دعوت کرنا

(سوال)عقیقہ کے نام سے دعوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب)شریعت میں عقیقہ میں لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت ہدیہ اور صدقہ کرنا مشروع ہے۔لہذا اگر دعوت کی جائے تو یہ اعزاء و اقرباء کا اکرام بھی ہے۔اس لئے نام ونمود اور ریاکاری سے بچتے ہوئے یہ دعوت کی جائے تو شرعا اس کے انعقاد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۸)عقیقہ کی اہمیت وحیثیت

(سوال)اسلام میں عقیقہ کی کیا اہمیت ہے؟ یہ سنت ہے یا واجب ہے؟
(الجواب) اسلام میں عقیقہ کرنا سنت ہے۔اگر گنجائش ہے تو ضرور کر دینا چاہئے نہ کرے تو گناہ نہیں ہے۔صرف عقیقے کے ثواب سے محروم رہے گا۔عقیقہ ساتویں دن سنت ہے اور اس کی معیاد چودھویں دن یا اکیسویں دن تک ہے۔ان دنوں میں کر دیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی ورنہ اس کے بعد اس کی حیثیت نفلی ہوگی۔

عقیقہ کرنے سے بچے سے الابلا دور ہوتی ہے۔

سنت یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کے بال اتارے جائیں،ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دی جائے اور لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کیا جائے۔اسی دن بچے کا نام بھی رکھا جائے۔بڑی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں،اور اگر کر دیا جائے تو بال نہ اتارے جائیں۔

عقیقہ صرف صاحب استطاعت کے لئے ہے۔لیکن اگر کوئی غریب شخص ہمت کر کے عقیقہ کر دے تو بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

(۱۹) کن جانوروں سے عقیقہ جائز ہے

(سوال) جن جانوروں کے سات حصے قربانی ہو سکتی ہے کیا عقیقے میں بھی سات حصے ہو سکتے ہیں۔ کیا لڑکے کے عقیقے میں گائے کی جا سکتی ہے اور کن جانوروں سے عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا بھینس ان میں شامل ہے؟

(الجواب) جن جانوروں کی قربانی جائز ہے ان سے عقیقہ کرنا بھی جائز ہے۔ بھینس بھی ان جانوروں میں شامل ہے۔ اسی طرح سات حصوں والے جانور کے عقیقے میں بھی سات حصے ہو سکتے ہیں اور ایک لڑکے کے عقیقے میں گائے بھی ذبح کی جا سکتی ہے۔

(۲۰) قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ

(سوال) کیا عید قربان میں قربانی کے ساتھ بچوں کا عقیقہ کیا جا سکتا ہے؟ ایک گائے میں چار حصے قربانی کے اور تین حصے عقیقے کے ہو سکتے ہیں؟

(الجواب) جی ہاں۔ قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ شامیہ) واللہ اعلم۔

(۲۱) عقیقہ کا گوشت اور ماں باپ، دادا دادی کا حصہ

(سوال) کیا عقیقہ کے گوشت میں ماں باپ، دادا دادی کا حصہ ہے؟

(الجواب) عقیقہ کے گوشت میں ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کر دینا افضل ہے۔ باقی دو تہائی سے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، بھائی بہن اور سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص تمام گوشت رشتہ داروں میں تقسیم کر دے یا اس کو پکا کر ان کی ضیافت کر دے تو یہ بھی جائز ہے۔ بہر حال عقیقہ کا گوشت سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ (کما فی الشامیۃ والھندیۃ)

(۲۲) عقیقہ کی بعض رسوم شرک تک پہنچا سکتی ہیں

(سوال) ہمارے علاقے میں عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اتروائیں گی اور بکرے کی قربانی بھی وہاں جا کر کریں گی اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد کئی ماہ تک اس کے بال اتروانے سے پہلے اپنے اوپر گوشت حرام سمجھتی ہیں۔ پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ جا کر اس جگہ بچے کے بال اتروادیتے ہیں اور بکرے کا ذبیحہ کر کے وہاں ہی گوشت پکا کر کھاتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

(الجواب) یہ ایک ہندوانہ رسم ہے جو مسلمانوں میں آ گئی ہے۔ چونکہ اس میں فساد عقیدہ شامل ہے۔ اس لئے یہ اعتقادی بدعت ہے جو بعض صورتوں میں کفر تک پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے۔ اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منت مانتے ہیں اور منت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جا کر بچے کے بال اتارتے ہیں۔ وہاں قربانی کرتے ہیں اور کئی خرافات ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی خرافات سے بچنا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۲۳) بچہ کی پیدائش کے بعد ماں باپ کی ابتدائی ذمہ داریاں

(سوال) بچہ کے پیدا ہونے کے بعد ابتدائی ذمہ داریاں کیا ہیں جو بچے کے ماں باپ پر عائد ہوتی ہیں اس سلسلے میں اسلام کیا رہنمائی کرتا ہے؟

(الجواب) بچہ کی پیدائش کے بعد ماں باپ کے ذمہ جو ذمہ داریاں ہیں وہ مختصر طور پر درج ذیل ہیں۔

(۱) بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کے کان میں اذان دی جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں کان میں بالکل آہستہ آواز میں اذان دی جائے اور بچے کو گود میں لے کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دی جائے اور بائیں کان میں نماز کی اقامت کہی جائے۔

۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے نواسے حسنؓ بن علیؓ کے کان میں نماز والی اذان پڑھتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے۔ جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اور اس شخص نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی ہے تو اس بچہ کو ام الصبیان کی بیماری نہ ہوگی۔ یعنی اسے جنات کے اثرات نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

بچے کے کان میں اذان دینے سے پہلے اسے نہلا دھلا لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ نہلانا مضر ہو یا پانی میسر نہ ہو تو غسل دیئے بغیر بھی درست ہے۔ اذان کسی نیک آدمی سے دلوائی جائے۔ عالم ہونا ضروری نہیں۔ فاسق سے نہ دلوائی جائے۔

(۲) کسی صالح دیندار بزرگ کے پاس بچے کو لا کر تحنیک کرائی جائے جسے ہمارے ہاں گھٹی دینا کہا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ بزرگ کھجور یا کوئی ایسی ہی چیز دانتوں میں خوب چبا کر بچے کے تالو سے مل دیتے ہیں اور اس کے بعد دعائے برکت کرتے ہیں۔ منہ سے چبا کر دینے میں ان کا لعاب بھی بچے کے منہ میں جاتا ہے۔ اس عمل کو تحنیک کہا جاتا ہے۔

اس لئے کسی صالح دیندار شخص کو لا کر تحنیک کرانی چاہئے۔ آج کل رسومات اور مغربی اطوار کی وجہ سے یہ سنت تقریباً متروک ہوگئی ہے یا پھر عورتیں خود ہی گھٹی کا عمل سرانجام دے لیتی ہیں۔

۔ (۳) پھر اس بچے کا نام رکھا جائے کیونکہ نام رکھنا بھی اس کا حق ہے۔ اس لئے بچے کا اچھا نام رکھنا چاہئے۔ نام کے بھی اثرات پڑتے ہیں اور جیسا شخص کا نام ہوگا دنیا ہی آداب سے مزین ہوگا۔ اس لئے یا تو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے عبد لگا کر رکھا جائے یا انبیاء کے ناموں میں کوئی نام ہو جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ نے اپنے نواسوں کے نام رکھے اور ایک انصاری بچے کا نام منذر رکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے نام رکھنا چاہئیں اور صحابہ کرام کے نام یا سلف صالحین کے نام رکھنا بھی باعث برکت ہے۔ نام رکھنے میں معنی کا لحاظ رکھا جائے۔ لیکن صحابہ کے نام رکھتے وقت معنی کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں ہے کیونکہ بعض صحابہ کے نام آنحضرت ﷺ نے تبدیل

نہیں فرمائے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ کسی نام کے معنی ہماری سمجھ میں نہ آئیں۔

(۴) اور ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔

(۵) بچہ اگر لڑکا ہو تو اس کی ختنہ کی جائے۔ یہ اس وقت کیا جائے جب بچہ میں اس کی برداشت کی طاقت ہو جائے جو عام طور سے صحت مند بچہ میں سات دن بعد یا مزید کچھ دن بعد آجاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

کتاب الصلوٰۃ

نماز کے مسائل کا بیان

(۲۴) نا سمجھ بچہ نماز پڑھے تو کیا اس کے لئے اجر لکھا جاتا ہے؟

(سوال) نا سمجھ بچے کی نماز کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کی ادائیگی پر اسے اجر ملے گا یا اس کے ماں باپ کو اجر ملے گا؟

(الجواب) نا سمجھ بچہ چونکہ مکلف نہیں ہے اس لئے ثواب وعذاب اس کے ذمہ میں نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ نماز پڑھنا اس کے ماں باپ کے لئے موجب ثواب ہوگا اور بچہ کے ذمہ عذاب وثواب کا ترتب نہیں۔ اس لئے ثواب کے بارے میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اس کے ماں باپ کو ملے گا۔ (کما فی سائر کتب الفقہ) واللہ اعلم۔

(۲۵) کیا اپنے نابالغ بچوں کی جماعت کرا سکتے ہیں؟

(سوال) میرے تین بچے ہیں جن کی عمریں ۹ سے گیارہ سال کے درمیان ہیں۔ سردی کی صبح بہت زیادہ ٹھنڈ ہوتی ہے تو میں ان بچوں کو گھر میں جماعت سے نماز پڑھاتا ہوں۔

کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ ایک خطیب صاحب نے مجھے منع کیا ہے؟
(الجواب) بالغ شخص نابالغ بچوں کی جماعت کرا سکتا ہے۔ اس لئے مذکورہ صورت میں آپ صرف اپنے بچوں کو لے کر جماعت کر سکتے ہیں اور اگر آپ کے گھر کی محرم عورتیں بھی نماز باجماعت میں شامل ہونا چاہیں تو وہ بچوں کے پیچھے صف بنائیں۔
نبی کریم ﷺ نے دو بچوں کی جماعت کرائی تھی۔ اس لئے اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۲۶) نابالغ بچوں کا عیدگاہ جانا

(سوال) ہمارے علاقوں میں یہ عادت ہے کہ عید کے دن بچے بھی تیار ہو کر عیدگاہ جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر مسجد کے اطراف میں یا دو صفوں کے درمیان خالی جگہ میں بیٹھ کر کبھی خاموش رہتے ہیں یا کبھی شور کرتے ہیں۔ بعض بچے والد اور بھائیوں کے ساتھ صف کے درمیان کھڑے ہو کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟
(الجواب) بچوں کو عیدگاہ جانے سے روکا نہیں جا سکتا، جب کہ وہ سات سال کے ہوں۔ اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ "اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر ان کی پٹائی کرو اور ان کے بستر علیحدہ کر دو۔" ان بچوں کو عیدگاہ لے جایا جائے اور ادب کی تاکید کی جائے اور نماز میں شامل کیا جائے، اور انہیں اتنا آزاد نہ کیا جائے کہ وہ عیدگاہ میں شور کرتے رہیں۔ البتہ وہ اور جوان سے چھوٹی عمر کے بچے ہیں اگر وہ نماز کا شعور رکھتے ہیں تو انہیں اپنے ساتھ کھڑا کر کے نماز میں شامل کیا جائے ورنہ الگ جگہ میں اگر صفوں سے ہٹ کر میسر ہو تو بٹھا دیا جائے اور شرارت نہ کرنے کی تاکید کی جائے۔
لیکن اگر وہ بچے شرارتی ہوں یا روتے ہوں، شور مچاتے ہوں یا بہت چھوٹے ہوں تو اتنی عمر کے بچوں کا لانا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۷) عام مساجد میں بچوں کے داخل ہونے کا حکم

(سوال) چھوٹے بچوں اور پاگلوں کے مسجد میں آنے کا کیا حکم ہے؟
(الجواب) پاگلوں اور چھوٹے بچوں کے اولیاء پر لازم ہے کہ وہ انہیں مسجد میں آنے سے روکیں اور خود بھی نہ لائیں، جو بچے شور کرتے اور نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں ان کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے۔ البتہ سات سال کی عمر کے بچوں کو مسجد میں لانا درست ہے۔ البتہ نہ لانا بہتر ہے اور انہیں نماز اور مسجد کے آداب سکھائے جائیں اور بچوں کی الگ صف بنائی جائے ورنہ انہیں متفرق طور پر صفوں کے درمیان یا کنارے پر کھڑا کرلیا جائے۔ البتہ دس سال کی عمر کے بعد والے بچے جو سمجھدار ہو جائیں انہیں لانا اور صفوں میں کھڑا کرنا چاہئے۔

(۲۸) بچوں کو صف سے نکالنا

(سوال) کیا نابالغ بچہ بڑوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ اس کے کھڑا ہونے سے بڑوں کی نماز خراب ہو جاتی ہے؟
(الجواب) جب مردوں کی صفیں مکمل ہو جائیں تو اس کے بعد ان بچوں کی صفیں بنائیں۔ یہی سنت طریقہ ہے اور نماز شروع ہونے کے بعد جو لوگ آئیں وہ ان بچوں ہی کی صفوں میں دائیں اور بائیں شامل ہو جائیں۔

لیکن بعض لوگ اس موقع پر غلطی یہ کرتے ہیں کہ نماز شروع ہونے کے بعد جب وہ لوگ مسجد میں آتے ہیں اور صف میں شامل ہوتے ہیں اور بچوں کو صف میں کھڑا دیکھتے ہیں تو ان کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو پیچھے کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص آیا اور بچے کو صف میں کھڑا دیکھ کر اس کو کان سے پکڑ کر پیچھے کی صف میں کر دیا اور اگر بچہ تھوڑی سی ضد کرے تو اس کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پیچھے کر دیتے ہیں۔ اب جو شخص آئے گا وہ اسے ایک ایک صف پیچھے کرتا جائے تو اگر وہ پہلی صف میں تھا تو وہ نماز کے آخر تک آخری

صف میں دھکیلا جا چکا ہوگا۔

لوگوں کے ذہن میں یہ جو بات بیٹھی ہوئی ہے کہ بچوں کے برابر کھڑے ہونے سے بڑوں کی نماز نہیں ہوتی یا فاسد ہو جاتی ہے یہ غلط نظریہ ہے۔ اس کو ذہن سے کھرچ دینا چاہئے۔

شرعی حکم یہ ہے کہ آپ بچوں کے برابر میں کھڑے ہو جائیں۔ چاہے بچہ اگلی صف میں ہو یا پچھلی صف میں ہو۔ دائیں ہو یا بائیں، اس کی وجہ سے بالغوں کی نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

یہ واضح رہے کہ بچوں کی نماز بھی سچ مچ نماز ہے۔ اگر چہ وہ بالغ نہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز چاہے فرض نہ ہو لیکن وہ نفلی ضرور ہے، اور جس طرح ہماری نفل نمازیں ہیں اسی طرح بچوں کی نفل نماز ہے۔

اگر ایک بالغ شخص کسی صف میں تنہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ آگے سے ایک شخص کو آرام سے پیچھے کھینچ لے۔ لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر آگے والے شخص کو مسئلہ نہیں معلوم اور پیچھے والے کو اندازہ ہو کہ یہ شخص پیچھے آنے کے بجائے لڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا تو اسے اکیلے ہی نماز پڑھنی چاہئے۔ آگے والے کو کھینچنا جائز نہیں ہے۔ جب بڑوں کے لئے ضرورت میں بھی یہ حکم ہے تو بچوں کو بھی اس طرح کھینچ کر لانا نہیں چاہئے۔ جس طرح بڑوں کو یہ گوارا نہیں کہ کوئی انہیں پیچھے کھینچ لے، اسی طرح بچوں کو بھی گوارا نہیں ہوتا اور خاص طور پر جب بچہ قرآن حافظ ہو یا حفظ کر رہا ہو تو بالکل مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

دوسری بات یہ کہ اگر جو بچے نماز پڑھنے آ رہے ہیں وہ غیر تربیت یافتہ ہیں اور ہم نے ان کی تربیت نہیں کی ہے تو وہ مسجد میں بھاگتے دوڑتے ہیں، شور مچاتے ہیں، ایسے میں اگر ان کی الگ صف بنا دیں گے تو وہ ایک دوسرے کو دھکے دیں گے اور مزید شور مچا کر نمازوں میں خلل ڈالیں گے۔ اس لئے ان کو بالغوں کی صف میں متفرق طور پر کھڑا کر دینا چاہئے تا کہ نہ بچوں کی نماز خراب ہو اور نہ بالغوں کی۔ اور اگر محض ایک دو ہی بچے ہیں تو ان کو مردوں کی صف میں کھڑا کر دینا بلا کراہت جائز ہے۔

اس لئے نہ تو بچوں کو ڈانٹنا چاہئے اور نہ انہیں دھتکار کر مسجد سے بھگانا چاہئے۔ بلکہ

پیار ومحبت سے انہیں سمجھا دینا چاہئے، کیونکہ ڈانٹنے سے وہ بڑا نہیں بن جاتا بچہ ہی رہتا ہے۔

بہر حال بچے جب سن تمیز کو پہنچے ہوئے ہوں تو ان کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے، اوپر گزری تفصیل کے مطابق معاملہ کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

(۲۹) کوئی شخص دو بچوں کی امامت کرے تو انہیں کہاں کھڑا کرے

(سوال) اگر کوئی شخص صرف دو بچوں کی امامت کرے تو انہیں کہاں کھڑا کرے؟

(الجواب) دونوں بچے اس کے پیچھے ایک صف بنائیں گے۔ جیسے کہ دو مرد ہوں تو کھڑے ہوتے ہیں۔ البتہ ایک بچہ کھڑا ہو تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا، ہاں اگر پیچھے صف بنانے کی جگہ نہ ہو اور نماز پڑھنے کی جگہ بہت تنگ ہو تو ان کو اپنے دائیں بائیں کھڑا کر سکتے ہیں۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے حضرت انس اور ایک یتیم کو اپنے دائیں بائیں (جگہ کم ہونے کی وجہ سے) کھڑا کیا تھا۔ واللہ اعلم۔ (کمافی کتب الفقہ والحدیث)

(۳۰) نابالغ لڑکا امام بن سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) کیا نابالغ لڑکا بالغوں کا امام بن سکتا ہے۔ اس بارے میں وضاحت فرمائیے؟

(الجواب) واضح رہے کہ نابالغ لڑکا بالغوں کی امامت نہیں کر سکتا، کیونکہ نابالغ کی اپنی نماز فرض نہیں بلکہ اس کے حکم میں نفل کا درجہ رکھتی ہے اور نفلی نماز پڑھنے والے کی اقتداء فرض نماز پڑھنے والے کو جائز نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ "انما جعل الامام لیؤتم بہ" (الحدیث) امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ مقتدی اور امام کے افعال ظاہرہ اور باطنہ میں ارتباط اور اتحاد ہونا چاہئے کہ مقتدی امام کی نیت کے ساتھ امام کی نماز میں شریک ہو سکے۔ جبھی امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہو سکے گی اور مقتدی امام کا فعلاً وصفاً تابع

ہوگا اور حدیث پر عمل بھی ہو سکے گا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مقتدی نفل امام کے پیچھے صلاۃ امام کی نیت سے شریک نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں مقتدی کی نماز کا امام کی نماز کے ساتھ کہاں ربط رہ سکتا ہے؟ اس کے علاوہ مفترض قوی ہونے کی حیثیت سے متنفل ''جو کہ ضعیف ہے'' کا تابع قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے اس کی اقتداء کرنا اہتمام کی حقیقت کے خلاف ہے۔

بعض حضرات نے جو کہ نابالغ کی امامت کے قائل ہیں وہ حضرت عمرو بن سلمہ الجرمی کو بچپن میں قوم کی طرف سے امام مقرر کئے جانے سے استدلال کرتے ہیں۔ جبکہ یہ ایک منفرد واقعہ ہے۔ انہیں ان کی قوم والوں نے اپنی مرضی سے امام اس لئے بنا دیا تھا کہ ان سے اچھا قرآن پڑھا ہوا کوئی نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے انہیں امام بنایا۔

اور پھر اس پر نبی کریم ﷺ کا ارشاد یا ان کی موافقت ثابت نہیں ہے۔

ویسے بھی یہ ابتداء کا واقعہ ہے۔ جب اہتمام صلوٰۃ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اور خود حدیث میں ہے کہ یہ ایک چھوٹی سی قمیص پہنتے تھے۔ جب سجدے میں جاتے تو ان کے سرین (کولہے) برہنہ نظر آتے تھے (شلوار ان کے پاس تھی نہیں) تو جب عورتوں نے اس بات کی شکایت کی تو لوگوں نے ان کے لئے چندہ کر کے بڑا سا جبہ نما قمیص خریدی۔ اگر نماز میں ستر ظاہر ہو جائے تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور عمرو بن سلمہ ستر کھلنے کی حالت میں نماز پڑھاتے رہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز کے اہتمام کے کلی احکام نہیں آئے تھے اور پھر صحابہؓ کے واضح ارشادات ہیں کہ بچہ جب تک بالغ نہ ہو یا اس پر حد کے احکامات جاری ہونے کی اہلیت نہ آئے اس کا امام بننا جائز نہیں ہے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو بڑے صحابہ کے اقوال چھوڑ کر بچے کے عمل سے استدلال کرتے ہیں۔ (مرقات ج ۳ صفحہ ۸۹)

(۳۱) ساقط ہونے والے حمل یا مردہ پیدا ہونے والے بچے کی جنازہ

(سوال) اگر کسی عورت کا حمل ضائع ہو جائے اور چھ ماہ تک کا بچہ مرا ہوا تولد ہو یا مکمل دنوں کا بچہ مردہ تولد ہو تو کیا ایسے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(الجواب) مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور اگر وہ دوران ولادت انتقال کر گیا تو اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ وہ اگر اکثر حصہ نکلنے کے بعد مرا تو جنازہ پڑھا جائے گا ورنہ نہیں۔ کیونکہ نماز جنازہ دنیاوی احکام سے تعلق رکھتی ہے تو جو شخص اس دنیا میں زندہ آ کر مر جائے اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ ماں کے پیٹ میں اس کی زندگی کا دنیاوی احکام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۲) نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا تو کیا کریں؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ میرے ہاں دو بچوں کی ولادت ہوئی اور چند لمحوں بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ میں موجود نہیں تھا۔ وہاں رشتہ داروں نے نماز جنازہ پڑھے بغیر انہیں دفن کر دیا۔ اب کیا کیا جائے؟ کوئی کفارہ وغیرہ ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب بچے زندہ پیدا ہوئے تھے تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جانی چاہیے تھی۔ بہر حال اب یہ ہو سکتا ہے کہ تین دن گذرنے سے پہلے پہلے ان کی قبر پر ان کی جنازہ ادا کر لی جائے۔ اس کے علاوہ کوئی اور کفارہ نہیں، سوائے یہ کہ بغیر جنازہ دفن کرنے پر توبہ و استغفار کی جائے۔

(۳۳) بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم سات سال کی عمر پوری ہونے پر ہے

(سوال) نبی کریم ﷺ کا جو ارشاد ہے کہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو، جب وہ سات سال کے ہو جائیں۔ یہ سات سال پورے ہونے پر ہے یا ساتویں سال میں شروع ہونے پر؟

(الجواب) یہ حکم سات سال کا ہو جانے پر ہے۔ مسند احمد اور ابو داؤد کی روایت میں "ابناء سبع سنین" کے الفاظ ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سات سال کا ہو جانے کے بعد یہ حکم ہے اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے سزا دی جائے۔ واللہ اعلم۔

(۳۴) کھیلتے بچوں کی موجودگی میں نماز

(سوال) جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرے بچے آکر وہیں کھیلتے ہیں اور میرے سامنے بھی آجاتے ہیں۔ جس سے نماز کے سکون اور خشوع میں فرق پڑتا ہے۔ میرے لئے کوئی نصیحت فرمایئے۔

(الجواب) آپ کو اس جگہ نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ جہاں بچے کھیلتے ہوں کیونکہ بچوں سے بچنا ممکن نہیں ہے، سکون والی جگہ پر نماز پڑھنی چاہئے، لیکن اگر بچے اتنے نا سمجھ ہیں کہ آپ کے الگ جگہ جانے سے ان کے گرجانے یا چوٹ کھانے یا نقصان کر دینے کا اندیشہ ہے اور ان کا کوئی اور دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے تو آپ اسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔ واللہ اعلم۔

(۳۵) بچوں کے سوجانے کے خوف سے نماز قبل از وقت پڑھنا

(سوال) ہمارے بچے چھوٹے ہیں جو کہ ۹، ۱۰ سال کے ہیں اور وہ عشاء کی نماز سے پہلے سوجاتے ہیں۔ کیا میں ایسا کرسکتا ہوں کہ انہیں لے کر عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرلوں اور مغرب کے فوراً بعد عشاء کے وقت سے پہلے ادا کرلوں تاکہ بچوں کی نماز ان کے سونے کی وجہ سے فوت نہ ہوجائے۔

(الجواب) بچوں کی عشاء فوت ہونے کے خوف سے نماز قبل از وقت پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور نمازوں کو کسی بھی مجبوری میں جمع کر کے ایک ساتھ دو نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہیں۔ نمازوں کے اوقات بڑے چھوٹے سب کے لئے ایک ہی ہیں۔ البتہ اگر واقعی یہ خدشہ ہے تو ان کے سونے سے انہیں کسی مصروفیت میں لگا دیا جائے تاکہ وہ عشاء تک جاگتے رہیں اور وقت ہوتے ہی ان سے نماز پڑھا کر انہیں سلا دیا جائے۔ واللہ اعلم۔

باب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا بیان

(۳۶) ماں کے پیٹ میں موجود بچے کے مال سے زکوٰۃ

(سوال) کیا ماں کے پیٹ میں موجود بچہ اگر کسی مال کا وارث ہے تو کیا اس کے مال سے زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟
(الجواب) مال (جنین) پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ ابھی وہ اس دنیا میں نہیں آیا اس لئے اس پر یہ احکام جاری نہ ہوں گے۔ کیونکہ زکوٰۃ کے وجوب کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔ (کتب الفقہ) واللہ اعلم۔

(۳۷) مجنون اور نابالغ کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں

(سوال) کیا مجنون اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے؟
(الجواب) زکوٰۃ کے وجوب کی شرط حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ صاحب نصاب عاقل اور بالغ ہو لہذا نابالغ اور مجنون کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔ کذا فی الشامیہ والھدایہ وغیرھا من کتب الفقہ۔ واللہ اعلم۔

(۳۸) یتیم کے مال میں سے اس پر خرچ کرنا جائز ہے

(سوال) کیا ولی اور سرپرست یتیم کے مال سے خرچ کر سکتا ہے؟
(الجواب) جی ہاں! یتیم کے کھانے پینے، لباس اور اس کی دیگر ضروریات کے لئے اس

کے مال میں سے خرچ کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر مناسب طریقے سے جب تک کہ وہ جوان نہ ہو جائے۔" لہذا یتیم کا ولی اور سرپرست اس کے مال میں تصرف کرسکتا ہے ایسا تصرف جو یتیم اور اس کے مال کے فائدے کے لئے ہو۔ اس کے مال کو نقصان اور ضرر پہنچانے والا تصرف جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

روزہ کا بیان

(۳۹) بچے کا روزہ رکھنا

(سوال) کیا بچے کو روزے رکھنے کے لئے کہا جائے اگرچہ اس کی عمر پندرہ سال سے کم ہو؟

(الجواب) جی ہاں، نابالغ پر اگرچہ روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔ لیکن اس کو عادت ڈالنے کے لئے روزے رکھوانے چاہئیں اور اس کے لئے شروع میں بچے کو شوق دلایا جائے اور اسے نو دس سال کی عمر میں اگر وہ برداشت کی طاقت رکھتا ہو تو روزہ رکھوا دیا جائے اور پھر گیارہ سال کی عمر سے اسے مستقل روزے رکھنے کی عادت ڈالی جائے تاکہ اس کا شوق بڑھے اور وہ روزے رکھنے پر بالغ ہونے کے بعد بھی کاربند رہے۔

بعض لوگ اپنے نابالغ بچوں کو ان کی ضد کے باوجود روزے رکھنے نہیں دیتے اور اس کا منشا صرف اور صرف بچے پر شفقت اور رحم دلی کا جذبہ ہوتا ہے۔ اگرچہ رحم دلی اور شفقت بچے کی تربیت اور اس کے حقوق میں شامل ہے لیکن ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق ہر شخص اپنی رعیت کا نگران اور ذمہ دار ہے اور قیامت میں اس سے اس بارے میں پوچھ کچھ ہوگی۔ اس لئے ماں باپ کو بچے کی اسلامی تربیت کے حق میں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اسلامی آداب وارکان سے اچھی طرح سمجھا کر اس پر عمل کرانا چاہئے اور بچے کو روزے رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

اگر چہ بچہ کمزور ہے تو اگر وہ رکھنے کی ضد کرتا ہے تو اس کی نگرانی کے ساتھ اسے روزہ رکھوایا جا سکتا ہے کہ اگر حالت خراب ہونے لگے تو تڑوا دیا جائے۔

بعض لوگ جب بچوں کو پہلی مرتبہ روزہ رکھوا کر اس کی خوشی کرتے ہیں تو باوجود بچے کی حالت خراب ہونے کے اس کو روزہ برقرار رکھنے پر مجبور کرتے ہیں جو کہ بچے کی زندگی کے لئے بسا اوقات نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال اسی معاملہ میں کہ اگر بچہ کمزور ہے تو احتیاط کرانی ضروری ہے لیکن ساتھ ساتھ اسے عادت ڈالنے کی بھی کوشش کی جائے۔ واللہ اعلم۔

(۴۰) بچے کا روزہ کیسا ہو؟

(سوال) بچہ اگر روزہ رکھے تو اس کی شرائط کیا ہیں اور کیا یہ بات صحیح ہے کہ اس کے روزوں کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملتا ہے؟

(الجواب) نابالغ بچہ اگر روزہ رکھے تو بڑوں کی طرح تمام آداب کو بجالائے اور کھانے پینے سے لڑائی جھگڑا کرنے سے بالکل پرہیز کرے۔ جس کی تربیت دینا ماں باپ کا فرض ہے اور اس کے روزے کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملے گا انشاء اللہ۔ واللہ اعلم۔

(۴۱) روزہ کشائی کرانا

(سوال) روزہ کشائی کرانا کیسا ہے؟ کیا یہ بے جا اسراف ہے یا بچے کے حوصلہ کو بڑھانے کا طریقہ ہے؟

(الجواب) روزہ کشائی کرانا اسراف تو نہیں ہے اور شرعی حدود میں کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ لیکن فی زمانہ یہ ایک رسم بن چکی ہے۔ جس میں نام ونمود اور رادلے بدلے کے لین دین سمیت کئی قباحتیں آ گئی ہیں اور پھر اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے اسے ترک کر دینا چاہئے اور بچوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے کوئی دوسرا جائز طریقہ اختیار

کرنا چاہئے۔مثلاً انہیں فضائل بتائے جائیں اور انعام وغیرہ دے دیا جائے۔واللہ اعلم۔

کتاب الحج

(۴۲) کیا بچے پر حج فرض ہے؟

(سوال) نابالغ بچے پر حج فرض ہے یا نہیں؟ اگر حج کرے گا تو اس کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) حج عاقل، بالغ اور آزاد صاحب استطاعت مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔تو جو بچہ شرعی طور پر بالغ نہ ہوا ہو یا پندرہ سال عمر نہ ہوئی ہو تو ایسے بچے پر حج فرض نہیں ہے اور اگر اس نے حج کر لیا تو اس کا حج نفلی شمار ہوگا اور اس سے اس کا فریضہ حج ادا نہ ہوگا۔حج فرض بالغ ہونے کے بعد ہی ادا کیا جا سکتا ہے۔کما فی الھدایۃ۔والشامیہ وغیرہا من کتب الفقہ۔واللہ اعلم۔

(۴۳) نابالغ کا حج اور عمرہ اور اس کا ثواب

(سوال) کیا نابالغ بچہ یا بچی اگر فریضہ حج یا عمرہ ادا کریں تو ثواب ماں باپ کو ملے گا؟ اور کیا ان کا حج ادا ہو جائے گا؟

(الجواب) نابالغ بچوں کے حج اور عمرہ کا ثواب نفلی ہوگا اور حج نفل ادا ہوگا اور اس کا ثواب انشاء اللہ ماں باپ کو ملے گا۔واللہ اعلم۔

(۴۴) بچہ کا احرام اور اس کی شرائط

(سوال) نابالغ بچے کو حج کرانا کیسا ہے؟ کیا اسے احرام پہنایا جائے گا اور اس کے مناسک حج کیا اس کا ولی ادا کر سکتا ہے؟

(الجواب) واضح رہے کہ نابالغ بچے کو حج کرانا شرعاً صحیح ہے اور یہ شرعاً نفلی ہوگا اور اس کی طرف سے تمام افعال اس کا سرپرست ولی ادا کرے گا۔ اگر بچہ ان افعال کو خود ادا نہ کر سکے، اسی طرح مناسب ہے کہ تمام چیزیں جن کا استعمال ممنوع ہو اس سے بھی بچایا جائے، مثلاً سلے ہوئے کپڑے یا خوشبو لگانا وغیرہ۔

فتاویٰ شامی وغیرہ میں ہے کہ اگر سمجھدار بچہ احرام باندھے یا اس کا والد اس کی طرف سے احرام باندھے تو وہ محرم بن جائے گا...... اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب باپ بچے کی طرف سے اس کے سمجھدار ہوتے ہوئے احرام باندھ سکتا ہے تو نا سمجھ بچے کی طرف سے باندھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ بچہ حج کرنے یا اس کی طرف سے اس کا باپ احرام باندھ کر حج کرے اس سے دونوں کا فرض حج ادا نہ ہوگا کیونکہ بچے کی وجہ سے یہ حج نفلی ہے۔ لباب اور اس کی شرح میں ہے کہ بچے کے ولی کو چاہئے کہ وہ بچے کو تمام محظورات حج سے بچائے۔ لیکن اگر بچے نے کوئی محظور فعل کرلیا تو اس کا کفارہ کسی پر بھی نہیں ہے۔ (شامی صفحہ ج۲ صفحہ ۴۶۶) واللہ اعلم۔

ماموں یا کسی اور کی طرف سے حج کریں تو ان کی اولاد سے مشورہ ضروری نہیں

(سوال) میں اپنے مرحوم ماموں کی طرف سے حج کرنا چاہتا ہوں۔ کیا مجھے ان کے بچوں سے مشورہ کرنا ضروری ہے؟ اور کیا ان کی اجازت کے بغیر حج نہیں ہو سکتا؟

(الجواب) اگر آپ نے اپنا حج ادا کرلیا ہے تو آپ ماموں یا کسی اور کی طرف سے حج کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں ان کے کسی وارث سے اجازت یا مشورہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ آپ کی طرف سے تطوع اور احسان ہے۔ جس میں کسی کے مشورے اور اجازت کی احتیاج نہیں۔ واللہ اعلم۔

غلطی سے بچے کی وفات اوراس کا کفارہ

(۴۶) بچی اپنی غلطی سے پردہ کی رسی سے لٹک کر مرگئی

(سوال) میری دس سالہ بچی ہماری غفلت سے انتقال کرگئی۔ وہ ایک کھڑکی پر چڑھ کر باہر جھانک رہی تھی اور پردہ کی رسی سے کھیل رہی تھی۔ کھیلتے کھیلتے وہ رسی اس کے گلے سے لپٹ گئی اور وہ اس سے لٹک گئی دم گھٹنے سے اس کا انتقال ہوگیا اتنے میں میرا بیٹا اس کمرے میں گیا تو یہ منظر دیکھ کر وہ چیخا، ہم بھاگے ہوئے وہاں گئے تو بچی مرچکی تھی۔ مجھے اللہ سے اس بات کا خوف آتا ہے کہ کہیں میری اس غفلت پر کہ میں نے بچی کا خیال نہیں رکھا، اللہ کے ہاں پکڑ نہ ہوجائے، کیا میں اس معاملے میں گناہ گار ہوں؟

(الجواب) اس حادثہ میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ جس طرح صورتحال بیان کی گئی، بچی اپنی غلطی سے جاں بحق ہوئی۔ اس میں آپ پر نہ کوئی گناہ ہے نہ دیت اور نہ کوئی کفارہ ہے۔ آپ کی جو سوچ ہے یہ مادرانہ شفقت اور ممتا کے باعث ہے۔ اللہ آپ کو حوصلہ اور صبر عطا فرمائے۔ آمین۔

(۴۷) بچے پر غلطی سے چائے گری وہ جل گیا

(سوال) میں اپنے بچے کو ہسپتال لے کر گئی۔ واپس آئی تو گھر میں آرام کررہی تھی۔ میری ۱۱ سالہ بچی جو اس کی بڑی بہن ہے نے گرم چائے کی کیتلی زمین پر رکھ دی۔ مجھے اس کا پتہ نہ تھا اور بچے کی ٹانگ پر چائے گرگئی اور وہ جل گیا۔ کیا اس کے نتیجے میں مجھ پر کفارہ ہے؟

(الجواب) سوال میں بچے کا حال نہیں لکھا گیا۔ اگر وہ بچہ زندہ ہے تو کسی پر کوئی کفارہ نہیں۔ لیکن خدانخواستہ اگر مرگیا ہے تو بھی چونکہ وہ بچی نابالغہ ہے اس لئے غیر مکلف ہے اور غیر مکلف پر کسی قسم کا کفارہ عائد نہیں ہوتا، بہرحال صورتحال میں بھی ایسی بات نہیں

جس سے کفارہ لازم ہو سکے۔

(۴۸) ماں نے بچی کو تھیلے میں ڈالا وہ مرگئی

(سوال) میری والدہ نے اپنی چھوٹی بچی کو ایک چمڑے کے تھیلے میں ڈالا (جس میں بچے کو عربوں کے ہاں ڈال کر سلا دیتے ہیں۔ یہ ہمارے یہاں کے معروف جھولوں کی دوسری شکل ہے) جسے لٹکا دیا جاتا ہے۔ وہ اسے اس میں ڈال کر سلا کر چلی گئیں۔ پھر وہ آدھے گھنٹے بعد آئیں تو اسی طرح لیٹی تھی مگر اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ کیا اس سلسلے میں کوئی گناہ یا کفارہ ہے؟

(الجواب) اگر اس تھیلے (نما جھولے) میں اسی طرح سلایا تھا جس طرح عام طور پر عادتاً سلاتے ہیں اور اس میں دم گھٹنے وغیرہ کی صورت نہیں بنی تھی تو ان پر کچھ بھی واجب نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ان کا سلانا اس کی موت کا سبب نہیں بنا، اس کے ساتھ ساتھ وہ جھولا بھی کشادہ تھا جس میں دم گھٹنے کی صورت نہیں کہ اس میں لپٹنے یا بند ہونے سے دم گھٹ جائے۔ موت کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں اور موجودہ صورتحال ایسی نہیں کہ اس سے کفارہ وغیرہ آئے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم نصیحت کرتے ہیں کہ مائیں اپنے بچوں کی خوب حفاظت کیا کریں اور لٹانے میں، جھولے میں ڈالنے میں اور اٹھنے بیٹھنے میں اور اس کے ساتھ سونے میں خوب احتیاط برتا کریں تاکہ ایسی کوئی صورتحال پیش نہ آئے۔ واللہ اعلم۔

(۴۹) ماں نے بچے پر کروٹ لی، بچہ مر گیا

(سوال) ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ سو رہی تھی۔ رات کو سوتے میں کروٹ لی تو بچہ دب گیا اور اس کا انتقال ہو گیا، اب عورت کے قصور کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) مذکورہ صورت میں عورت نے جان بوجھ کر بچے کی جان نہیں لی، بلکہ خطا اور غلطی سے بچے کی وفات ہوگئی ہے۔ اس لئے اول تو یہ ہے کہ توبہ واستغفار کرے، دوسرے یہ کہ اس پر کفارہ واجب ہے کہ وہ دو ماہ مسلسل روزے رکھے، اگر طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام کھانا کھلائے۔ اور اگر سسرال والے مطالبہ کریں تو اس بچے کی دیت عورت کے عاقلہ (میکہ والوں اور قریبی رشتہ داروں پر واجب ہوگی۔) کذا فی الھدایہ والشامیہ۔ واللہ اعلم۔

(۵۰) بچہ ماں کی موجودگی میں گھر کے قریب مین ہول میں گر کر مر گیا

(سوال) ماں اکیلی اپنے کسی کام سے گھر سے نکلی اور گھر میں اس کے بچے تھے اور ان بچوں میں بڑے بھی تھے، چھوٹے بھی۔ اس دوران ایک بچہ جس کی عمر چار سال تھی وہ گھر سے نکلا اور پڑوسی کے گھر کے قریب کھلے مین ہول میں گر کر مر گیا۔ ان دنوں وہاں گٹر لائن کا کام چل رہا تھا اور کمپنی والوں نے کوئی رکاوٹ اور آڑ وغیرہ نہیں لگائی ہوئی تھی اور بچہ بھی دن میں کئی مرتبہ اپنے بہن بھائیوں اور ہمجولیوں کے ساتھ نکلتا تھا اور مزدور بھی وہاں کام کر رہے تھے۔ لیکن انہوں نے بچے کو ڈوبنے سے بچانے کی کچھ کوشش نہیں کی۔ حالانکہ کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ بچے کی ماں پر کفارہ تو نہیں؟

(الجواب) یہ بات واضح ہے کہ ماں نے اس معاملے میں زیادتی نہیں کی اور نہ ہی بچہ کو اکیلا ان کھلے مین ہول کے پاس بھیجا۔ اس لئے اس پر کچھ کفارہ نہیں۔ اس لئے کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ مائیں گھروں سے کسی کام کے لئے نکلتی ہیں اور پیچھے گھر میں بچے ہی ہوتے ہیں۔ اگر یہ زیادتی کرتی اور بچے کو اندھیرے میں کھلے گٹروں کے راستے میں بھیجتی اور اس کے بہن بھائی ساتھ نہ ہوتے تو کہا جا سکتا تھا کہ عورت نے زیادتی کی ہے۔ اسے قصوروار ٹھہرا لیا جائے۔ بہرحال موجودہ صورتحال میں اس کا کوئی قصور نہیں اور اس پر کوئی دیت یا کفارہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۵۱) بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ گر گیا

(سوال) ایک عورت حاملہ تھی اور بہت کام کرتی تھی اور رمضان المبارک میں وہ روزے سے بھی تھی۔ اسی اثناء میں نو ماہ مکمل ہوئے تو یہ بچہ مردہ حالت میں پیٹ سے نکلا۔ حالانکہ عورت نے جان بوجھ کر اس کی موت نہیں چاہی۔ کیا اس بچے کے بدلے اس پر کچھ واجب ہے؟

(الجواب) اس بچے کی وجہ سے عورت پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ یہ بچہ اس محنت اور زور اور دباؤ کے باعث مرا ہے جو رمضان میں مشقت کی وجہ سے پڑا۔ جب یہ معلوم نہیں تو یہ بری الذمہ ہے۔ لیکن حاملہ عورتوں کو وزن اٹھانے، محنت شاقہ کرنے سے خوب احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ ان کی بد احتیاطی ان پر بسا اوقات کفارہ اور دیت واجب کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۵۲) بچہ ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور گاڑی سے ٹکرا گیا

(سوال) میرا نو سالہ بھائی بیمار ہوا تو میری والدہ اسے ہسپتال لے کر گئیں اور میری والدہ نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا کہ بچہ ادھر ادھر نہ ہو، بچہ اس علاقے میں بالکل نیا تھا۔ لہذا خوشی میں والدہ سے اچانک ہاتھ چھڑا کر تیزی سے سڑک کے وسط میں آ گیا اور ایک تیز رفتار گاڑی نے اسے ٹکر مار دی۔ وہ اسپتال میں پہنچ کر جاں بحق ہو گیا۔ والدہ کو بہت زیادہ غم ہوا، وہ اسے اپنی غلطی سمجھ کر بہت نادم ہیں اور توبہ واستغفار کرتی رہتی ہیں۔ کیا انہیں کفارہ بھی دینا ہوگا؟

(الجواب) سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ والدہ اپنے بچے کو شفقت کی وجہ سے ہی لے کر گئی تھیں اور خیر کا ارادہ تھا اور اس کا علاج کرانے کی غرض سے گئی تھیں جو کہ احسان ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ (محسنین پر کوئی حرج نہیں ہے) اور پھر والدہ نے اس معاملہ میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ کیونکہ بچہ ان کے اختیار کے بغیر ان سے ہاتھ چھڑا کر گیا اور جو ہونا

تھا وہ ہو گیا۔ بہر حال ان کا قصور کوئی نہیں اس لئے کوئی کفارہ وغیرہ بھی ان پر نہیں۔ واللہ اعلم۔ (المنتقی صفحہ ۲۴۶)

سالگرہ کا بیان

(۵۳) سالگرہ یا ''عید میلاد طفل'' منعقد کرنا

(سوال) بعض ہمارے مسلمان بھائی اپنی اور اپنے بچوں کی ''عید میلاد'' ولادت کی خوشی یا سالگرہ مناتے ہیں۔ اسلام میں اس قسم کی عیدوں کی کیا حیثیت ہے؟

(الجواب) عبادات میں اصل ''توقیف'' ہے (یعنی جتنا منقول ہے اسی کو حد سمجھنا) اس لئے جو اللہ نے مشروع نہیں کیا، اس عبادت کو کرنا جائز نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو ہمارے معاملے میں نئی چیز ایجاد کرے گا جو دین میں سے نہیں تو وہ چیز مردود ہے۔'' اور فرمایا ''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ مردود ہوگا۔''

ولادت کی عیدیں منانا دین میں گھڑی گئی نئی عبادات میں سے ہیں۔ کسی شخص کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے پوری زندگی میں کہیں منقول نہیں کہ آپ نے کبھی اپنی پیدائش کا دن منایا ہو یا اس دن خوشی منانے کی ہدایت فرمائی ہو اور نبی کریم ﷺ کی امت کے افضل ترین لوگوں یعنی خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ نے بھی کبھی سالگرہ، یا اپنی ولادت کی عید نہیں منائی اور خیر صرف ان کی ہدایت اور راستے کی اتباع میں ہے اور اس کی پیروی میں ہے جو کچھ انہوں نے اپنے نبی کے مدرسے سے حاصل کیا۔

اس پر مزید اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ کی اس میں مشابہت ہے کہ انہوں نے اس باب میں عیدیں ایجاد کی ہیں۔ واللہ المستعان۔ (فتاویٰ اللجنۃ)

(۵۴) سالگرہ منانا اہل مغرب یہود و نصاریٰ کا شیوہ اور مشابہت ہے

(سوال) بچے کی پیدائش کی سالانہ خوشی جسے ہمارے ہاں سالگرہ، عربوں میں ''عید میلاد طفل'' اور انگریزوں کے ہاں ''برتھ ڈے'' کہا جاتا ہے منانا جائز ہے یا نہیں؟ یہ اہل مغرب کے ساتھ مشابہت ہے یا یہ محض بچے کی تالیف قلب اور خوشی ہے؟

(الجواب) سالگرہ کرنا یا عید میلاد طفل منانا، دو باتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو عبادت سمجھا جاتا ہے یا پھر عادت، اگر عبادت سمجھا جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے دین میں اضافہ اور بدعت ہے اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

یا پھر یہ عادت اور رسم و رواج کے طور پر کیا جاتا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے آگے بڑھنے اور اس کی حدود کو پار کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اسلامی رواج اور اسلامی تہذیب میں دو عیدوں کے سوا کسی تیسری عید کی گنجائش نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو ان کے مخصوص دن کی عید سے منع فرمادیا کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو انصار دو مخصوص دنوں میں کھیل کود کرنے اور اسے عید شمار کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دو عیدیں رکھی ہیں جو تمہاری دو عیدوں سے بہتر ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔'' (الحدیث)

اور اس میں دوسری برائی اللہ کے دشمنوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ کیونکہ یہ اصولی طور پر مسلمانوں کی عادت نہیں بلکہ غیروں کی وراثت ہے اور اس کی دلیل اس کے انگلش ترانے میں جو کیک کاٹنے کے بعد گائے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ قیامت میں انہی کے ساتھ ہوگا۔

انسان کی عمر زیادہ ہونا کسی شخص کے لئے اس وقت تک اچھی بات نہیں جب تک وہ یاد الٰہی میں خرچ نہ ہوئی ہو۔ بہتر شخص وہ ہے جس کی عمر زیادہ ہوئی اور عمل اچھے رہے ہوں اور برا شخص وہ جس کی عمر زیادہ ہوئی اور عمل برے ہوئے ہوں۔ اور پھر ہر سال کا گذرنا

انسان کی زندگی کا ایک سال کم کرتا ہے اور انسان موت کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ ان باتوں اور دیگر خرافات مثلاً مخلوط اجتماع، نام ونمود، ریاکاری اور دیگر گناہوں کی بناء پر سالگرہ منانا ممنوع اور ناجائز ہے۔

لباس کا بیان

(۵۵) چھوٹی بچی کو چھوٹا اور تنگ لباس پہنانا

(سوال) بعض لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ وہ اپنی چھوٹی بچیوں کو چھوٹے اور تنگ لباس پہناتے ہیں۔ جن سے ان کی ٹانگیں اور جسم کے بعض اعضاء کھلے رہتے ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟ اور آج کل تو انتہائی تنگ پاجاموں کا رواج چل رہا ہے جو تیرہ چودہ سال تک کی لڑکیاں بھی پہن رہی ہیں۔ اس کی شرعی وضاحت فرمائیے۔

(الجواب) اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو اپنا پورا جسم ڈھانکنے اور چھپانے کا حکم دیا ہے اور ایسے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہننے کی تلقین کی ہے جس سے جسم کی ساخت نمایاں نہ ہو۔

چھوٹی بچیاں جو بالکل تین سے پانچ سال تک کی ہوں وہ عام طور سے مشتہاۃ نہیں ہوتیں اور کچھ وہ بچیاں ہیں جو پانچ چھ سال کی عمر میں ہوں یا دوسری قسم کی وہ بچیاں جو چھ سال سے زائد عمر کی بچیاں ہوں یا نو دس سال کی عمر سے تجاوز کر گئی ہوں۔

پہلی قسم کی بچیوں کو تو اس قسم کے لباس پہنائے جاسکتے ہیں۔ دوسری قسم کی بچیوں کو بھی اس سے پرہیز کرانا چاہئے۔

نو سال کی عمر کی بچیاں تو مراہقہ ہیں ہی اور اس سے کم عمر بچی اگر تندرست ہوں تو وہ بھی مراہقہ کے حکم میں ہیں۔ ان کو اس طرح کے لباس پہنانا جائز نہیں۔ کیونکہ فی زمانہ معصوم بچیوں سے زیادتی کے واقعات ہوتے رہتے ہیں اس لئے پانچ سال کی عمر کے بعد بھی پہنانا نہیں چاہئے۔ یہ تو شرعی حکم کی بات ہے۔ لیکن جہاں تک تربیت اسلامیہ کا تعلق ہے، معمولی سی سمجھدار ہوجانے والی بچیوں کو بھی یہ لباس نہیں پہنانا چاہئے۔ بلکہ

انہیں پورے لباس پہننے کی عادت ڈالی جائے تا کہ ان کا ذہن آزادی اور اس قسم کے لباسوں کی محبت کی طرف مائل نہ ہو۔ کیونکہ یہ لباس اہل مغرب کا شیوہ ہیں اور انہی کی دیکھا دیکھی ہمارے معاشرے میں بھی انہیں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس لئے ان سے مشابہت بھی لازم آتی ہے۔

اور اگر بچیوں میں ان لباسوں کی محبت اور ان کی ہرائی دل سے نکل گئی تو بڑے ہونے کے بعد ان کی ذہنی آزادی اور بگڑنے کا قوی خطرہ ہے۔ لہذا بچپن سے ان کی تربیت اسلامی ماحول میں کی جائے اور ان چیزوں سے نفرت دلائی جائے۔ واللہ اعلم۔

(۵۶) چھوٹی بچی کو دوپٹہ پہنانا

(سوال) میرا بھائی اپنی چار سالہ بچی کو دوپٹہ پہناتا ہے اور بچی اسکارف وغیرہ باندھتی ہے۔ میرا بھائی کہتا ہے کہ جو بچہ جس عادت اور حالت میں جوان ہوتا ہے اسی پر بوڑھا ہوتا ہے۔ وہ یہ چیز میرے بچوں پر بھی لاگو کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ میں اس کے خلاف ہوں۔ میرا موقف ہے کہ دوپٹہ چادر وغیرہ جوان ہونے کے بعد پہنایا جائے۔ آپ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

(الجواب) اس میں کوئی شک نہیں جو آپ کے بھائی نے کہا ہے وہی اکثر ہوتا ہے کہ جو بچہ جن عادتوں اور ماحول میں جوان ہو وہ بوڑھا بھی انہی عادتوں اور ماحول پر ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز سکھانے کا حکم فرمایا ہے۔ حالانکہ بچہ ابھی مکلف نہیں، مقصود صرف عادت ڈالنا ہے۔

لیکن بچی پر ابھی مکمل ستر کا حکم نہیں ہے۔ اس پر اپنا چہرہ، گردن، ہاتھ اور پاؤں چھپانا ضروری نہیں اور اتنی چھوٹی بچی کو دوپٹہ وغیرہ کی عادت ڈالنے کے لئے کچھ وقت ضرور پہنایا جائے۔ مگر اتنا زیادہ لازم نہ کیا جائے کہ وہ اسے بوجھ سمجھنے لگے، لیکن جوں جوں بڑی ہوتی جائے اس کی عادت بڑھاتے جائیں اور جب وہ اس عمر کو پہنچے جہاں لوگوں کی نظریں اس عمر کی بچیوں پر پڑنے لگتی ہیں اس کی سختی سے پابندی کرائی جائے۔ ق

زمانہ یہ عمر آٹھ نو سال میں آجاتی ہے اور بعض بچوں کی قد کاٹھ اور صحت کا فرق بھی ہوتا ہے۔

بہرحال عادت ڈالنے کے لئے اس طرح کرنا درست ہے۔ مگر اتنا التزام کہ بچے تنگ ہوں یا لوگ انہیں تنگ کریں مناسب نہیں ہے۔ ام الدرداء الصغیرہ کے لباس کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سات آٹھ سال کی عمر میں لمبا جبہ پہن کر لڑکوں کے ساتھ پڑھتی تھیں، لیکن حد مشتہاۃ کو پہنچیں تو یکدم پردہ اور اس کا اہتمام شروع کر دیا اور لڑکوں کے مدرسے سے ہٹ گئیں اور خواتین سے پڑھنا شروع کر دیا۔

(۵۷) تصویروں والے کپڑے اور جوتے بچوں کو پہنانا

(سوال) بچوں کے جو کپڑے بازار میں ملتے ہیں ان کپڑوں میں جاندار چیزوں کی تصویریں، کارٹون وغیرہ بنے ہوتے ہیں۔ بچوں کو یہ لباس پہنانا کیسا ہے؟

(الجواب) علماء کہتے ہیں کہ جس طرح جاندار کی تصاویر والے کپڑے بڑوں کے لئے پہننا حرام ہیں اسی طرح بچوں کے لئے بھی حرام ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ تصویر جاندار کی رکھنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حرمت بچے بڑے دونوں کے حق میں برابر ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس قسم کے لباسوں کا قطعی بائیکاٹ کریں تا کہ اس راستے سے شر اور فساد ہمارے قریب داخل نہ ہو اور جب اس کا بائیکاٹ ہوگا تو ان چیزوں کو بلاد مسلمین میں آنے کا راستہ ہی نہ ملے گا کہ ان چیزوں کو مسلمان اپنائیں۔

پھر نبی کریم ﷺ نے تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب مصوروں کو ہوگا اور پھر جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

اس لئے تصویروں کا نہ صرف پہننا اور گھر میں رکھنا حرام ہے، ان کا خریدنا بھی جائز نہیں ہے۔ اس لئے ماں باپ پر واجب ہے کہ وہ بچوں کے لئے اس طرح کے لباس خریدیں جو تصویروں سے خالی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۵۸) ماں نے آٹھ نو سالہ بچی کو مختصر لباس پہنایا، باپ منع نہ کرے تو کیا گناہگار ہوگا؟

(سوال) ایک عورت اپنی آٹھ نو سالہ بچی کو مختصر لباس پہناتی ہے اور باپ اس بات سے خوش نہیں ہے۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہتا تو کیا اس صورت میں وہ گناہ گار ہوگا؟

(الجواب) ماں باپ دونوں اس صورت میں گناہ گار ہیں۔ باپ پورے گھر کا مسئول اور ذمہ دار ہے۔ جس میں بیوی بچے بھی ہیں۔ اسے ان کو نصیحت کرنا واجب ہے۔ ماں بھی اپنی ذمہ داری کا غلط استعمال کر کے گناہ کی مرتکب ہے، اور وہ گناہ کے کام میں معاون بھی ہے۔ بہرحال ان دونوں پر گھر اور بچوں کی اسلامی تہذیب کے مطابق آبیاری ضروری ہے۔ اس کے خلاف کرنا گناہ کے کام میں معاونت اور خود گناہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(اتحاف النبلاء)

بچوں کے کھیل کود

(۵۹) بچوں کے کھلونوں کا حکم

(سوال) آج کل گھروں میں بچوں کے کھلونے نظر آتے ہیں جو جانوروں اور انسانوں کی شکل کے ہوتے ہیں اور بچے ان سے کھیلتے ہیں اور مختلف بے جان چیزوں کے بھی ہوتے ہیں۔ ان سب کے بارے میں شرع کا حکم کیا ہے؟

(الجواب) جن کھلونوں میں مکمل نقوش کسی جانور کے یا انسان کے نہ ہوں، اگرچہ کچھ اعضاء معلوم ہوتے ہوں لیکن خلقت مکمل ظاہر نہ ہو، جیسے بچیاں گھروں میں کپڑے وغیرہ کی گڑیا بناتی ہیں اس کے جواز میں تو شک نہیں، اور یہ اسی قسم کی گڑیا ہیں جن سے حضرت عائشہؓ کا کھیلنا منقول ہے۔

لیکن اگر وہ مکمل خلقت والی ہوں جو شکل سے بالکل انسانی مجسمہ لگتی ہوں جن سے ہمارے بازار بھرے پڑے ہیں اور خصوصاً جب کہ ان میں آوازیں، حرکت، رقص وغیرہ ہوں، یہ تو اللہ تعالیٰ کی خلقت کا مقابلہ کرنے کے مترادف ہے اور بالکل حرام اور ناجائز ہے اور حضرت عائشہؓ جن گڑیوں سے کھیلتی تھیں، ظاہر ہے وہ اس طرح کی نہ ہوتی تھیں، ان سے کھیلنا یا انہیں گھر میں رکھنا بالکل حرام ہے۔

لیکن چونکہ بچہ ان چیزوں کے ساتھ کھیلنے کو چاہتا ہے اور تضیع اوقات کا مسئلہ اس کے لئے مضر نہیں ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ انسانی یا جانوروں کی شکلوں والے کھلونے دینے کے بجائے بے جان چیزوں کے کھلونے دیئے جائیں اور اگر ایسی گڑیا ئیں ہوں تو ان کی خلقت اور مکمل نقوش ختم کر کے دیئے جائیں۔

بہرحال موجودہ کھلونے جو بازار میں جاندار کی شکلوں کے ملتے ہیں یہ پوری مورتیاں اور گھر اور بازار ان سے مندروں کے نمونہ لگتے ہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے۔

خلقت بگاڑنے اور نقوش ختم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی آنکھ، ناک، چہرہ اور جسم کے دوسرے ابھار ختم کر دیئے جائیں تو ان بچے کھیلنے اور گھر میں رکھنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

ماں باپ کو خصوصی ہدایات

(۶۰) اولاد کے درمیان برابری کرنا

(سوال) حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اولاد کے مابین برابری اور مساوات سے معاملہ کرو، تو کیا اس سے مساوات مطلقہ مراد ہے یا قرآن کریم میں ہے کہ "لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دو" میرا خیال یہ ہے کہ حدیث میں جو الفاظ ہیں" کہ کیا تم نے اپنی سب اولاد کو اتنا ہی دیا ہے" یہ دلالت کرتا ہے کہ مساوات مطلقہ ہو یا پھر یہ کہا جائے کہ

یہاں مراد صرف لڑکے ہیں۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں۔
(الجواب) جواب سمجھنے کے لئے سوال میں مذکورہ حدیث کو سمجھ لیا جائے۔ حضرت نعمان بن بشیر بن سعد فرماتے ہیں۔ مجھے میرے والد نے ایک غلام ہدیہ کیا تو والدہ اس پر راضی نہ ہوئیں اور کہا کہ جب تک رسول اللہ اس کی اجازت نہ دیں گے میں نہیں مانوں گی۔ چنانچہ میرے والد بشیر بن سعد خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور صورتحال عرض کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کیا تم نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی ہدیہ دیا ہے تو بشیر بن سعد نے عرض کیا کہ نہیں۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ سے ڈرو اور اولاد کے مابین برابری کا معاملہ کرو۔"

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اپنی بعض اولاد پر بعض کو ترجیح دینا اور کسی ایک کو یا چند کو نوازنا جائز نہیں ہے، بلکہ سب کو برابر دینا واجب ہے۔ کیونکہ ہر اولاد سے نیکی کی امید کی جاسکتی ہے اس لئے عطیہ میں کسی کی تخصیص درست نہ ہوگی۔
علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ عطیہ میں برابری ضروری ہے یا میراث میں جس طرح لڑکی کا آدھا حصہ ہے اس حساب سے دیا جائے تو اس معاملے میں احناف کا اختیار کردہ مسلک یہی ہے کہ اگر زندگی میں ماں باپ، اپنی اولاد کو عطیہ کرنا چاہیں تو تمام اولاد میں برابری کی جائے۔ اس میں چھوٹے بڑے مرد وعورت کا کوئی فرق نہیں، جیسا کہ حدیث سے واضح ہے، البتہ بعض مخصوص حالات میں اولاد کی ضرورت کے اعتبار سے کمی بیشی کرنے کی اجازت بھی دی ہے یا ضرورتاً کسی ایک کو کچھ چیز دینا بھی جائز ہے۔ لیکن زندگی میں جائیداد اور مال کی تقسیم اور عطیہ برابر رکھنا چاہئے۔ (کذافی الھدایہ والشامیہ)

(۲۱) تربیت اولاد

(سوال) اولاد کی تربیت کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ تاکہ وہ اخلاق حمیدہ کے حامل نیک

صالح بن سکیں؟

(الجواب) تربیت اولاد اور اس کے معاملات باپ کی ذمہ داری ہیں۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "مرد اپنے اہل بیت کا نگران اور ذمہ دار ہے" اور اسی بنیاد پر بیوی کے لئے جائز نہیں ہے کہ باپ اور اس کی اولاد کے درمیان حائل بنے۔ جیسا کہ بعض جاہل عورتیں کرتی ہیں اور معمولی سی سرزنش کرنے کو بھی معیوب سمجھتی ہے اور باپ کو اولاد کی تربیت کرنے میں حائل ہو جاتی ہیں۔

مرد کو چاہئے کہ وہ گھر میں مرد بن کر رہے مرد کی ایک وقعت وحیثیت ہے۔ وہ بچوں پر محض شفقت اور محبت کو نہ دیکھے بلکہ اس بات کو ترجیح دے جس میں مصلحت ہو، کیونکہ خواہ مخواہ کی شفقت اولاد کی تربیت اور کردار سازی میں بہت سی بھلائیاں پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔

اولاد کی تربیت جس کا ذکر سائل نے کیا ہے، حکمت سمجھنے والا دانشمند شخص جانتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے سات سال کی عمر میں بچے کو نماز سکھانے کا حکم فرمایا اور دس سال کی عمر میں اسے نہ پڑھنے پر سزا دینے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ بچے کو سزا تب دی جائے جب وہ دس سال کا ہو جائے تاکہ بچے میں مار برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے، اور اس سے کم عمر میں بچے کو مار سے کوئی فائدہ نہیں، بلکہ اسے سمجھانا، نصیحت کرنا، پیار و محبت سے میٹھی باتوں سے اس کے دل کو اپنی محبت کی طرف اور اچھی باتوں پر عمل کے لئے مائل کرنا چاہئے۔ (البتہ ضرورت کے مواقع میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔)

لیکن جب وہ عمر کی اس حد کو پہنچ جائیں جو رسول ﷺ نے مقرر فرمائی ہے تو بچے اس قابل ہیں کہ ان کی تربیت میں مار کا استعمال کیا جا سکے۔ اس لئے اصلاح کا آخری وسیلہ "مار" ہے۔ اس عمر میں بھی حتی الامکان پیار محبت ہی کو اصلاح کا ذریعہ رکھنا چاہئے لیکن جب کوئی چارہ نہیں ہو تو مار کو استعمال کیا جائے۔

یہ پٹائی بھی ایسی ہو جو بچوں پر نشانات نہ چھوڑے یا انہیں ناقابل برداشت نہ ہو

بالکل ہلکی مار ہو جس سے اصلاح کے نتائج حاصل ہو سکیں۔ جیسا کہ فقہاء نے طالب علم وغیرہ کو بالکل ہلکی ضرب اور زیادہ سے زیادہ تین ضرب لگانے کی اجازت دی ہے۔ (کمافی الشامیہ وغیرہ) لیکن ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت میں جہاں حکمت اور بصیرت سے کام لے، پیار ومحبت سے کام لے وہاں ان کی تربیت کے لئے اپنا اصل وسیلہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو بنائے کہ اللہ تعالیٰ اولاد کی تربیت میں اس کی مدد فرمائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کی کسی معاملہ میں مدد نہ کرے تو وہ ناکامی اور خسارے میں پڑ جاتا ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کی مدد فرمائے اور ہر نیک کام خصوصاً تربیت اولاد میں ان کے ساتھ ہو جائے اور اللہ مدد فرمائے۔ واللہ اعلم۔

(۶۲) بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کی عمر

(سوال) بچوں کو دین کی تعلیم کس عمر سے دینا شروع کر دینی چاہئے؟

(الجواب) بچوں کو باقاعدہ دینی تعلیم وتربیت ان کے سن تمیز کو پہنچنے پر شروع کر دینی چاہئے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بچوں کو سات سال کا ہونے کے بعد نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر سزا دو۔ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے بچہ کی تمیز کی عمر شروع ہوتے ہی اس کی باقاعدہ تعلیم وتربیت شروع کر دی جائے۔

لیکن دین کا شوق، کلمے، اچھی باتیں، سلام کرنا، ادب کرنا یہ بچوں کو بولنے کے بعد سے ہی سکھانا شروع کر دینا چاہئے۔ اسی طرح قرآن پڑھنا اور ابتدائی باتیں وغیرہ عام طور سے بچے تین ساڑھے تین سال کی عمر سے ہی پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اسی عمر میں ابتدائی چیزیں بتانی اور سکھانی چاہئیں اور دینی مدارس میں انہی دنوں سے بھیجنا چاہئے۔

لیکن اگر بچوں کو کسی وجہ سے اسی عمر میں شروع نہ کرایا جاسکے تو سات سال کی عمر سے ضرور شروع کرا دینا چاہئے تاکہ حدیث کے خلاف لازم نہ آئے۔

اور ابتدائی تعلیم میں اسے وضو کرنا، نماز، دعائیں اور قرآنی سورتیں اور احادیث، دن بھر کی دعائیں سونے جاگنے، کھانے پینے وغیرہ کی دعائیں یاد کرا دی جائیں۔

سن تمیز کو پہنچنے کے بعد بچے کو احساس ہو جاتا ہے کہ اسے کس چیز سے منع کیا جا رہا ہے اور کس چیز کو کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ اس لئے اسے غیر مناسب باتوں سے روک ٹوک شروع کر دی جائے۔

مثلاً جھوٹ نہ بولنا، چغلی نہ کھانا وغیرہ جیسی باتیں۔ سن تمیز سے پہلے بچے کو اگر کہی بھی جائیں تو بچہ کو اس کا شعور ہو نہیں سکتا۔ لیکن اس سے پہلے بھی سکھاتے رہنا چاہئے تاکہ اس کی تربیت خیر پر ہو اور وہ بچپن ہی سے شر کو چھوڑ دے۔

بہت سے لوگ اپنی اولاد کے معاملات کا اہتمام نہیں کرتے اور ان پر توجہ نہیں دیتے اور انہیں یونہی چھوڑ دیتے ہیں، چھوٹے چھوٹے پانچ چھ سال کے بچے بھی یونہی گلیوں میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں، بری باتیں سیکھنے لگتے ہیں، بدکلامی سیکھتے ہیں، اسی طرح سات سال اور اس سے زیادہ عمر کے بچوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔

اس حالت کی وجہ سے بچہ اگر اسی حال میں بڑا ہو جائے تو وہ اچھے اخلاق کے ساتھ بڑا نہیں ہوتا اس لئے اس کی اس تمام بے راہ روی کی ماں باپ سے قیامت میں پوچھ گچھ ہوگی اور وہی اس کے ذمہ دار ہوں گے کیونکہ مذکورہ حدیث میں دینی تعلیم کے اہتمام کا والدین کو ذمہ دار بنایا ہے تو جو شخص اس کی نماز اور دیگر تعلیم و تربیت کا خیال نہیں کرے گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کا نافرمان اور ایک ناجائز فعل کا مرتکب قرار پائے گا کیونکہ اس نے اس واجب کو چھوڑا ہے جو نبی کریم ﷺ نے اس پر لازم فرمایا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے، سنو تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ (الحدیث)

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے بعض والدین اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور اپنی اولاد کو وقت نہیں دیتے، اس کا سارا وقت کاروبار اور دنیاوی معاملات میں گذر جاتا ہے اور یہ مسلمان علاقوں میں بہت بڑے خطرے کی بات ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان بچوں کی تربیت اچھی نہیں ہو رہی۔ ان حالات کی وجہ سے وہ نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا

کے۔ اور اس کی سراسر ذمہ داری ماں باپ پر عائد ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۳) بچوں کو لعنت کرنا جائز نہیں

(سوال) میری بیوی کی عادت ہے کہ وہ میرے بچوں کو لعن طعن کرتی ہے۔ انہیں برا بھلا کہتی ہے اور کبھی باتوں سے اور کبھی لاتوں سے ان کو اذیت دیتی ہے، ہر چھوٹے بڑے بچے سے مار پٹائی کرتی ہے، میں نے کئی مرتبہ اسے یہ عادتیں چھوڑنے کے لئے کہا، سمجھایا، مگر اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ انہیں تم خود بگاڑ رہے ہو، اور یہ بد بخت بچے ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بچے ماں سے نفرت کرنے لگے ہیں اور وہ اس سے کسی قسم کی بات میں الجھنے سے گھبراتے ہیں، کیونکہ معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ گالیوں کی صورت میں نکلے گا۔ میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) اپنے بچوں کو لعن طعن کرنا گناہ ہے، اسی طرح دوسروں کو بھی لعنت کرنا گناہ ہے۔ صحیح حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کی طرح ہے۔ اسی طرح ارشاد ہے کہ مومن کو گالیاں دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ اسی طرح ارشاد ہے کہ لعنت کرنے والے لوگ نہ تو شہداء بن سکتے ہیں اور نہ قیامت میں کسی کی شفاعت کر سکتے ہیں۔

اس لئے مذکورہ عورت کو توبہ کرنا واجب ہے اور یہ کہ وہ آئندہ اپنی زبان کو گالیاں دینے سے روکے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کے لئے ان کی اصلاح اور ہدایت کے لئے دعائیں کیا کرے۔ اور شوہر پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو، اولاد کو گالیاں دینے سے اور بے تحاشا مار پیٹ کرنے اور لعنت کرنے سے روکے اور سمجھاتا رہے، اور اولاد کو بھی سمجھائے۔

اگر نصیحت سے کوئی فائدہ نہ ہو تو صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ کچھ عرصے اس سے اپنا بستر علیحدہ کرلے، اور طلاق دینے میں بالکل جلدی نہ کرے بلکہ اسے سمجھاتا رہے اور اپنی پوری کوشش اسی میں صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائیں اور

اپنی اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (واللہ الموفق)

(۶۴) چھوٹے بچوں کو مارنا جائز نہیں

(سوال) میری شادی کم عمری میں ہوگئی اور سولہ سال کی عمر میں ماں بن گئی۔ میرا بچہ بہت روتا تھا۔ اس کی عمر تین ماہ تھی تو کئی ایک مرتبہ بہت رویا، میں اس کے رونے سے ویسے بھی بہت تنگ ہوتی تھی تو میں اس کو مارنا شروع کر دیتی تھی اور میں نے اسے ایک سال کی عمر تک کئی مرتبہ مارا۔ اب وہ سات سال کا ہے، دوسری جماعت کا طالب علم ہے۔ لیکن مجھے جب وہ بات یاد آتی ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے اور مجھے اس کا افسوس بھی ہے۔ اب میں کیا کروں؟ اس کا کوئی کفارہ وغیرہ ہے؟

(الجواب) اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ کا یہ عمل غلطی تھی کیونکہ وہ تو ایک ناسمجھ بچہ تھا اور تادیب کا محل بھی نہ تھا۔ یہ غالباً دلبرداشتہ ہونے کے بعد ایسا ہوا جو کہ انتہائی لغو حرکت اور نادانی تھی۔ بس اس کا یہی حل ہے کہ آپ توبہ واستغفار کریں اور انشاء اللہ آپ پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں، اللہ سے امید ہے کہ بچہ کو نیک اور صالح بنائے گا اور آپ کی ندامت بالکل بجا ہے۔ لیکن توبہ سارے گناہ مٹا دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۶۵) بچوں کے لئے بددعا کرنا

(سوال) بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کو ان کی شرارتوں اور غلطیوں پر بددعائیں دیتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے۔

(الجواب) والدین کو بچوں کی غلطیوں اور شرارتوں پر عفو و درگذر اور صبر سے کام لینا چاہئے، کیونکہ بچوں میں عقل تو ہوتی نہیں ہے اس لئے ان سے قول اور عمل میں خطا ہو ہی جاتی ہے۔ تو جب والد حلیم الطبع ہو اور بچوں سے درگذر سے کام لے اور بچے کو والد کی نرمی، محبت اور شفقت کا احساس ہو جائے پھر باپ اسے نصیحت کرے تو بچہ جلدی قبول

کرتا ہے۔

لیکن بعض والدین سے یہ بہت بڑی غلطی صادر ہو جاتی ہے وہ یہ کہ وہ اپنے بچوں کو بددعا دیتے ہیں، کبھی موت کی، کبھی برائی کی، کبھی ٹانگ ٹوٹنے کی، کبھی جہنم میں جانے کی اور پھر کبھی اپنی محبت کے کوسنے سنا دیتے ہیں اور کبھی یہ کہ انہیں زندگی میں کبھی سکھ نصیب نہ ہو۔

لیکن جب غصہ کم ہوتا ہے تو خود افسوس ہوتا ہے کہ یہ کیا بددعائیں دے دیں۔ کیونکہ ماں باپ کو ان سب باتوں کا وقوع خود پسند نہیں ہو سکتا کہ اولاد ان چیزوں میں مبتلا ہو جائے۔ بس غصہ کی شدت یہ بددعائیں کروا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کی بددعاؤں کو ویسے ہی معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ ارشاد گرامی ہے۔ "اگر اللہ تعالیٰ شر کو لوگوں پر اتنا جلدی لے آئے جتنا جلدی وہ خیر کو چاہتے ہیں تو ان کی موت واقع ہو جائے۔" (سورۃ یونس، آیت نمبر ۱۱)

اس لیے والدین کو چاہئے کہ صبر و تحمل اور ہلکی پھلکی پٹائی، نصیحت وغیرہ سے کام لیں، کیونکہ بچہ کو کبھی کبھار مار سے وہ تادیب حاصل ہوتی ہے جو تعلیم و تربیت سے نہیں ہوتی۔ لیکن بددعا کرنا مناسب نہیں، کیونکہ اگر کبھی قبولیت کا وقت آ گیا تو پھر ساری عمر کا پچھتاوا رہے گا، جس کا پھر نعم البدل نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۲۶) طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش کون کرے؟

(سوال) اگر خدانخواستہ ماں باپ کے مابین طلاق واقع ہو جائے تو بچوں کی پرورش کا حقدار کون ہے؟

(الجواب) اس بارے میں واضح حکم یہ ہے کہ پرورش کے بارے میں ماں باپ کے اختلاف کی صورت میں بچہ اپنی ماں کے پاس سات سال کی عمر تک رہ سکتا ہے اور بچی نو سال کی عمر تک۔ اس کے بعد باپ چاہے تو وہ اپنے بچوں کو اپنی نگرانی اور پرورش میں رکھ سکتا ہے۔ لیکن بچوں کا نان نفقہ اور اخراجات باپ کے ذمے ہوں گے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ جب ماں باپ میں بچوں کو اپنے پاس رکھنے میں اختلاف ہو، اگر ماں باپ میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہ ہو تو جہاں جس کے پاس رضامندی سے رکھنے پر اتفاق ہو بچے وہیں رہ سکتے ہیں۔ اوپر گذرا حکم اختلاف کی صورت میں ہے۔

اور اختلاف کی صورت میں بچے ماں کے پاس ہوں یا سات اور نو سال کی عمر تک باپ کے پاس ہوں، بچوں کو ان کی ماں یا باپ سے ملنے پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں، وہ اپنے بچوں سے مل سکتے ہیں تاکہ بچوں کو اپنے ماں باپ دونوں کی محبت وشفقت اور نگرانی میسر ہو سکے۔

اگر بچوں کی ماں دوسری شادی کرلے اور جس سے کی ہو وہ بچوں کا ذی رحم محرم نہ ہو تو ماں کا حق پرورش ختم ہو جائے گا اور بچوں کا باپ انہیں ان کی ماں سے واپس لے سکتا ہے۔

بہرحال ایسی صورتحال میں انتہائی حکمت اور بصیرت سے کام لینے کی ضرورت ہے تاکہ بچے نفسیاتی مسائل کا شکار نہ ہوں اور کسی غلط راستے پر نہ چل پڑیں۔ (کمافی کتب الفقہ، الھدایۃ والشامیہ وغیرھا)......واللہ اعلم۔

لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونا

(سوال) شریعت ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتی ہے کہ بعض لوگ لڑکیوں کی پیدائش پر خوش نہیں ہوتے، بلکہ بعض لوگ تو بہت غصہ ہو جاتے ہیں اور بچی کی ماں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں، بعض جگہ تو طلاق تک نوبت آجاتی ہے۔

(الجواب) مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم پر راضی رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مذکر اولاد دے دی اور کسی کو مونث اور کسی کو دونوں۔ تو جو اولاد اللہ تعالیٰ کسی کو دے دے اس پر راضی رہے۔ کیونکہ دینے والی ذات اللہ ہی کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے یا لڑکیاں اور لڑکے دونوں دے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ (سورۃ الزمر)

انسان اپنی اولاد خود پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو انسان اولاد میں لڑکے ہی اختیار کرتا، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں متصرف ہیں، اس کی حکمت یہ ہے کہ انسانوں میں مذکر اور مونث کی تقسیم کر دی۔ جیسا کہ خود اس نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

بہر حال دونوں جنسوں میں سے کسی ایک کی دوسرے کے بغیر زندگی نہیں۔ کیونکہ عورتیں، مائیں اور پرورش کرنے والی ہیں۔ انہی سے راحت، محبت، انس، مودت اور رحمت تام ہوتی ہے، اور انہی سے مردوں کی محبت مکمل اور اولاد حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں، حشرات، پرندوں وغیرہ میں یہی صورت رکھی ہے اور ہر مخلوق انہی دو اصناف پر مشتمل ہے۔

اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ کی عطا پر خوش ہو اور جب کہ اللہ تعالیٰ اسے مکمل، سالم اور سلیم الاعضاء اولاد عطا فرما دیں اور یہ کہ وہ لڑکیوں سے بھی اسی طرح خوش ہو جیسا کہ لڑکے پیدا ہونے سے خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لڑکیوں کی پیدائش پر ناخوش ہونے کے فعل جاہلیت پر قرآن کریم میں نکیر فرمائی ہے "جب ان کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی تو اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا ہے۔ اور وہ قوم سے اس بری خبر کے سنائے جانے پر چھپتا پھرتا ہے کہ یا تو اسی ذلت کے ساتھ اسے چھوڑ دے یا زمین میں دبا دے۔"

یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگ بیٹی پیدا ہونے کو اپنی ذلت سمجھتے تھے اور اسے ناپسند کرتے تھے۔ اس لئے بیٹی پیدا ہونے کے بعد اس باپ کی نفرت کے ساتھ زندہ رہتی یا پھر وہ شخص اسے زمین میں گاڑ دیا کرتا تھا۔

اس لئے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کریں۔ کیونکہ بے شمار لڑکے اپنے ماں باپ سے نفرت کرنے والے بنے اور انہیں اتنی تکالیف دیں کہ ماں باپ نے ان کی موت کی تمنا کی اور بہت سی لڑکیاں ایسی نیک اور باعفت پیدا ہوئیں کہ جنہوں نے ماں باپ کے حقوق کی حفاظت کی اور نیکی، صلہ رحمی اور خدمت میں کسر نہ چھوڑی اور ماں باپ کو ان کے لڑکا ہونے کے مقابلے میں لڑکی ہونے سے زیادہ فائدہ ہوا۔ واللہ اعلم۔ (الفتاویٰ الشرعیۃ)

(۶۸) معذور بچے پر زیادہ توجہ اور عنایت کا مسئلہ

(سوال) معذور بچے پر ماں باپ اور خاندان کے نگران زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اتنی توجہ عام بچوں پر نہیں دیتے۔ اس میں شرعی قباحت تو نہیں؟

(الجواب) مریض اور معذور زیادہ توجہ اور شفقت کا مستحق ہے۔ اس لئے اس پر زیادہ توجہ اور شفقت کرنا درست بلکہ مستحسن ہے۔

اصل اصول تو یہی ہے کہ اولاد میں شفقت اور حسن سلوک اور رعایت میں برابری کی جائے۔ حتیٰ کہ اگر ایک بچے کا بوسہ لیا ہے تو دوسرے کا بھی اسی طرح لیا جائے۔ لیکن یہ معذور عادۃً اور اخلاقاً زیادہ توجہ کا مستحق ہے اور اس کا حق بھی ہے۔ اس لئے یہ بھی مذکورہ اصول کے مطابق ہی ہے۔ کسی عرب سے پوچھا گیا کہ تم کو اپنی اولاد میں کون زیادہ محبوب ہے تو اس نے جواب دیا کہ بچہ جب تک بڑا نہ ہو، بیمار جب تک کہ صحت مند نہ ہو اور غائب جب تک کہ آ نہ جائے۔ (بہرحال مجموعہ قرآن وسنت سے "مریض کا خیال رکھنا" مستحسن ثابت ہے۔) (فتاویٰ شرعیہ)

(۶۹) معذور بچے کے ماں باپ کا شکوہ جائز ہے یا ناجائز؟

(سوال) اگر کسی کے ہاں خدانخواستہ معذور بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے ماں باپ کی زبان سے کبھی کبھار کچھ شکوے کے کلمات نکل جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسے بچے سے تو اس قسم کی باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس سے بچے کا غم دور ہو سکے اور دوسرے لوگوں سے اس قسم کے الفاظ سے باتیں کرنا جائز ہے۔ مثلاً یہ کہ "یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کا فیصلہ ہے۔ اللہ کے فیصلوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا، اور یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی منشا اور اس کے فیصلے پر راضی ہیں۔ وہ جیسا چاہے بنائے اس کی مرضی ہے۔" وغیرہ۔

اس قسم کی باتوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کا احساس بڑھے گا اور خصوصاً ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے سلامتی اعضاء سے نوازا اور معذوری سے بچایا ہے۔

معذور بچے کے ماں باپ کو غم اور رنج اس کی پیدائش پر یقیناً ہوتا ہے اور دوران پرورش اس کے بڑے ہونے پر اس کی تکالیف اور پرورش کرنے والوں کی اپنی تکالیف اس پر مشقت اور بچے پر محنت اور بچے کی کسمپرسی دیکھ کر یقیناً رنج ہوتا ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قضاء اور فیصلوں پر راضی ہونا واجب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ پر ناراضگی کا اظہار، بچے کی معذوری پر غصہ کرنا، برے کلمات منہ سے نکالنا حرام ہے۔ بلکہ ایسے حالات میں صبر اور احتساب سے کام لینا چاہئے تاکہ اس مشقت پر اللہ تعالیٰ بڑا اجر عطا فرمائیں۔ معذور بچے کی خدمت اور پرورش کرنے والے ماں باپ اور دوسرے لوگوں کو ان کی تکلیف، محنت مشقت پر بہت بڑا اجر ملے گا۔ انشاء اللہ۔ جو لوگ اللہ کی طرف سے اس مشقت میں ڈالے گئے ہیں اللہ انہیں ہمت، صبر اور استقامت عطا فرمائے اور آئندہ انہیں اور باقی سب لوگوں کو اس قسم کی بلکہ ہر قسم کی آزمائش سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ (الفتاوی الشرعیہ)

متفرق مسائل

(۷۰) نومولود بچے کو پیسے دینا

(سوال) آج کل لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ وہ نومولود بچوں کو پیسے دیتے ہیں اور اسی طرح شادی میں دولہا دلہن کو لفافے میں بند کرکے پیسے دیتے ہیں۔ لیکن ان کے پیسے دینے میں بدلے کا رواج بھی پڑ گیا ہے۔ بعض برادریوں میں تو باقاعدہ لکھے جاتے ہیں اور جس کو دیئے گئے اس سے اتنے ہی وصول کئے جاتے ہیں۔ کم پیسے دینے پر رنجشیں ہوتی ہیں اور ناراضگی بڑھتی ہے۔ بعض جگہ اتنا رواج تو نہیں، لیکن حقیقت اس میں بھی یہی ہے۔ خصوصاً شادیوں میں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہدیہ دینا اپنی اصل کے اعتبار سے شریعت اسلامیہ میں ایک مستحسن عمل ہے۔ کئی احادیث میں آپس میں ہدیہ دینے لینے کی ترغیب آئی ہے اور شریعت میں اس کو مستحسن اور محبت بڑھانے کا سبب کہا گیا ہے۔

نومولود بچے کو یا نئے جوڑے کو پیسے دینے میں ان کی اعانت ہو جاتی ہے۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ دولہا یا دلہن کو دیئے جانے والے پیسے دولھے کے ماں باپ رکھ لیتے ہیں یا نومولود بچے کو دیئے گئے پیسے والدین خرچ کرتے ہیں اور اس کا حساب نہیں رکھتے یا گھر کے سرپرست اپنے ادلے بدلے کی وجہ سے رکھ لیتے ہیں یا خرچ کرتے ہیں جو نابالغ کی ملکیت کا بھی ناجائز استعمال ہے۔

بہرحال اگر ادلے بدلے کی نیت سے دیا جائے تو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ چونکہ اس میں غیبتیں، طعن وتشنیع ہوتی ہے۔ اس لئے یہ رسم قابل ترک ہے۔

(۱۷) بچے کے کان میں اذان ساتویں دن یا پہلے دن؟

(سوال) بچے کے کان میں ساتویں دن اذان دی جائے یا پہلے دن دی جائے اور نام کب رکھیں؟

(الجواب) صحیح احادیث اور کتب فقہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ بچے کے کان میں پہلے دن اذان دے دی جائے، جیسا کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی پیدائش کے سلسلے میں منقول ہے۔

نام کے سلسلے میں مستحب یہ ہے کہ ساتویں دن تک اس کا نام رکھ دیا جائے۔ البتہ اس سے پہلے نام رکھنا یا ولادت سے پہلے نام رکھنا بھی درست ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کا نام اسی دن رکھ دیا تھا جس دن وہ پیدا ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۷۲) بچوں کے ناک کان چھدوانا جائز ہے

(سوال) بچیوں کے ناک کان چھدوانا کیسا ہے؟ عورت کے لئے تو جواز ہے، بچیوں کے ناک کان کب چھدوائیں؟

(الجواب) عورتوں کے ناک کان چھدوانا جائز ہے۔ کیونکہ زمانہ نبوی ﷺ میں یہ کان چھدوائے جاتے تھے تو جب بچی میں برداشت کرنے اور بالی کی حفاظت یا اسے برداشت کی صلاحیت آجائے یا پانچ چھ سال کی بچی ہو جائے تو اس کے کان چھدوا سکتے ہیں۔ لیکن شرعاً اس میں کوئی تعین نہیں۔ کبھی بھی چھدوائے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ عالمگیری وغیرہ میں مرقوم ہے۔ اسی طرح ناک چھدوانا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ شامی جلد نمبر ۶ میں ہے۔ البتہ بچیوں کو سونے چاندی کی بالیاں پہنانے سے احتراز کیا جائے تاکہ بچیوں کو سونے چاندی سے محبت نہ ہو اور کوئی ان سے چھین نہ لے۔ کیونکہ چھوٹی بچی اس کی حفاظت نہیں کرسکتی، اور اس کو پہننے میں اسے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے کہ کوئی چھینا جھپٹی کرے اور اس کا کان زخمی ہو جائے۔ بہر حال احتیاط کرنا بہتر ہے۔

(۷۳) کیا چھوٹا بچہ سفر میں محرم بن سکتا ہے

(سوال) کیا عورت اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ سفر کرسکتی ہے؟ اور یہ بچہ محرم کے قائم مقام ہوسکتا ہے؟ اور شوہر اپنی مصروفیت کا بہانہ کر کے بچہ کے ساتھ سفر میں بھیج دے؟

(الجواب) عورت کو مسافت شرعیہ کا سفر بغیر محرم کے کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو عورت اللہ پر ایمان رکھتی ہے وہ بغیر محرم سفر نہ کرے۔ اور کتب فقہ میں صراحت کی گئی ہے کہ عورت بغیر محرم کے کسی سفر میں نہیں جاسکتی۔ (الھدایہ۔ والشامیہ) محرم کی تعریف جو کتب فقہ میں ہے کہ وہ عاقل بالغ شخص ہو جس سے اس کا نکاح ابدی حرام ہو، یا شوہر ہو۔"

نابالغ بچہ محرم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، کیونکہ اس میں حفاظت اور دفاع کی

صلاحیت نہیں، وہ تو خود اس قابل ہے کہ اس کی حفاظت اور دفاع کیا جائے۔

اور شوہر کے لئے اپنی بیوی کو اس طرح سفر پر بھیجنا جائز نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کو جب ایک شخص نے بتایا کہ میں نے غزوے میں نام لکھوایا ہے اور میری بیوی حج پر جا رہی ہے، اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں، تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ۔ یعنی آپ ﷺ نے غزوہ پر خاتون کے سفر کو ترجیح دی کہ وہ بغیر محرم نہ جائے۔ تو پھر یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ عورت اپنے معصوم اور نابالغ بچے کے ساتھ سفر پر چلی جائے۔

اور اگر عورت کو کوئی حادثہ پیش آجائے، اس کی طبیعت خراب ہو جائے یا اجنبی جگہ پر گاڑی کھڑی ہو جائے یا جہاز کسی اور ایئر پورٹ پر اتر جائے تو وہاں عورت کا پرسان حال کون ہو گا۔

بہر حال بچہ میں عورت کی حفاظت اور اس کی خبر گیری کرنے کی صلاحیت نہیں، اور وہ عورت کا سفر میں محرم بننے کا اہل نہیں ہے، لہذا عورت کو بچے کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۷۴) بچے کے مرفوع القلم ہونے کا مطلب

(سوال) حدیث میں ہے کہ تین افراد پر سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، ایک تو سونے والا جب تک کہ بیدار نہ ہو، دوسرا بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو، تیسرا مجنون جب تک کہ ہوش میں نہ آجائے۔ (الحدیث) کیا ان تینوں پر دنیا و آخرت کے تمام اعمال معاف ہیں اور کسی کا حق تلف کرنا بھی؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

(الجواب) حدیث کے معنی ہیں کہ ان پر گناہ نہیں ہے اور احکام شرائع کے مکلف نہیں ہیں، جب تک وہ ان حالتوں میں ہیں، کوئی شرعی حکم ان پر لاگو نہیں ہو گا۔ مثلاً سونے والا اٹھ کر ہی نماز پڑھے گا۔

اگر یہ لوگ کوئی ایسا کام کر بیٹھیں جس سے کسی کا مال ضائع ہو جائے یا کوئی جان

چلی جائے تو ان پر تو اس سلسلے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔ لیکن بہر حال ان اموال اور جانوں کا فدیہ اور تاوان ان کے سرپرستوں کے ذمہ ہوگا۔ یوں کہہ لیا جائے کہ حقوق اللہ ان کے حق میں مساہلت پر مبنی ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی ان کے رشتہ داروں اور ان کے سرپرستوں کے ذمے ہوگی۔ (والتفصیل فی کتب الفقہ)

(۷۵) اندھا شخص بچے کا ولی بن سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) کیا اندھا شخص بچے کا ولی بن سکتا ہے؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں اگر اندھا آدمی کسی بچے کا ولی ہو تو اگر وہ بچے کی پرورش کا صحیح بندوبست کر سکتا ہے تو بچے کی پرورش کا حق اسی کو ہوگا۔ بصورت دیگر اس کے بعد جس کا حق پرورش کا ہوگا وہ اس بچے کی پرورش کرنے کا حقدار ہوگا۔ (والتفصیل فی کتب الفقہ)

(۷۶) بچے کے اعمال صالحہ کا اجر کسے ملے گا؟

(سوال) نابالغ بچے کے اعمال صالحہ کا ثواب کسے ملتا ہے؟ اسے یا اس کے والدین کو؟

(الجواب) نابالغ بچے کے اعمال صالحہ کا ثواب اس کے والدین کو ملتا ہے، چونکہ نابالغ غیر مکلف ہے۔ اس لئے اس پر ثواب یا عذاب کا ترتب نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے بچے کو آگے کر کے پوچھا، یارسول اللہ! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں اور اس کا اجر تجھے ملے گا۔

اس لئے فقہاء حنفیہ کا اس مسئلے پر اتفاق ہے کہ بچے کے اعمال صالحہ کا ثواب اس کے والدین کو ملتا ہے۔ کما فی الفقہ۔ واللہ اعلم

دینِ اسلام وہ ابدی دین ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے اصول وکلیات بیان فرمائے ہیں۔ خواہ انفرادی واجتماعی زندگی ہو یا گھریلو اور بیرونی زندگی اسی طرح ملت کے نونہالوں کے احکام ومسائل بیان فرمائے ہیں اس لیے کہ مستقبل کی زمام انہی کے ہاتھوں میں ہے اگر ان کی تربیت درست ہوگی، اسلام کے احکام کی پاسداری کرتے ہوئے ہوگی تو مستقبل میں یہی نونہال قوم کے رہنما بنیں گے۔ اسلام نے اولاد کو جہاں نعمت قرار دیا وہاں والدین کے ذمہ ان کی تربیت بھی لازم قرار دی ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''بچوں کے لیے مسائل واحکام'' میں بچوں کی تربیت، لباس، کھیل کود، عبادات، طہارت، پرورش اور عقائد سے متعلق مسائل و احکام بیان کیے گئے ہیں جو والدین کے لیے بہترین رہنما ہیں۔ اولاد کی تربیت سے متعلق والدین کے لیے خصوصی ہدایات پر مشتمل بہترین تحفہ۔

Email: ishaat@cyber.net.pk, ishaat@pk.netsolir.com

بچوں کے لئے مسائل واحکام

DIU-00602